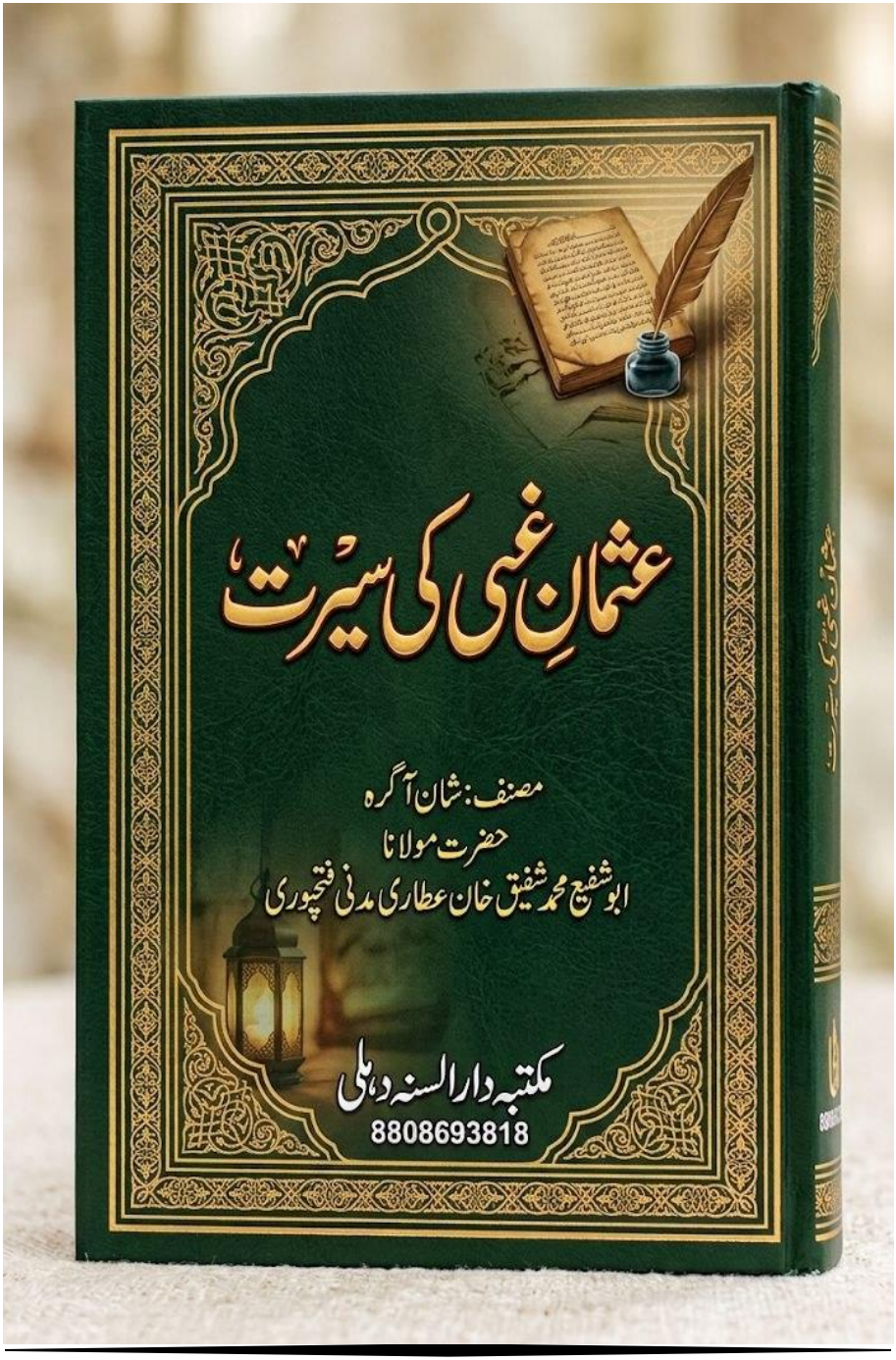
عثمانِ غنی کی سیرت
مصنف: شان آگرہ
حضرت مولانا
ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری
مکتبہ دار السنہ دہلی
8808693818

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ اللَّطِیْف

وَ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہِ الشَّفِیْق اَمَّا بَعْد

فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

مکتبہ دار السنہ کی جانب سے پیش ہے

حضرتِ عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ کی سیرت پر مشتمل کتاب بنام:

عثمانِ غنی کی سیرت

آپ اس کتاب میں پڑھ سکیں گے:

(1)۔۔۔عثمانِ غنی کا تعارف وحلیہ مبارک

(2)۔۔۔عثمانِ غنی کے اسلام لانے کا واقعہ

(3)۔۔۔عثمانِ غنی کا مقام ومرتبہ

(4)۔۔۔عثمانِ غنی کے بارے میں ارشاداتِ مصطفی ﷺ

(5)۔۔۔عثمانِ غنی کی خصوصیات واولیات

(6)۔۔۔عثمانِ غنی کی سخاوت

(7)۔۔۔عثمانِ غنی کی خلافت

(8)۔۔۔عثمانِ غنی کے تاریخی کارنامے

(9)۔۔۔عثمانِ غنی کی کرامات

(10)۔۔۔عثمانِ غنی کا وصال

مصنف

شانِ آگرہ، خلیفۂ انوارِ ملت ونعمانِ ملت حضرت مولانا ابو شفیع

محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

مکتبہ دار السنہ دہلی

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ اللَّطِیْفِ وَ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہِ الشَّفِیْقِ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

مکتبہ دار السنہ کی جانب سے پیش ہے

حضرتِ عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ کی سیرت پر مشتمل کتاب بنام:

عثمانِ غنی کی سیرت

1448ہجری 2026عیسوی

Page: MRP:

MAKTABA DARUSSUNNA

Near Faizan e Madina, Block F 1, Tajnagri 2,

Tajganj Agra 282001

CONTACT NUMBER: +91 8808693818

نوٹ: میں اپنے جملہ قارئین سے التجا کرتا ہوں کہ اس کتاب کی کمپوزنگ سے لے کر تصحیح تک کے سارے مراحل بنظرِ غائر طے کئے گئے ہیں لیکن بتقاضائے بشریت غلطی کا امکان موجود ہے لہذا جو بھی اس کتاب کی اغلاط سے مطلع ہو وہ اس mail id پر ضرور اطلاع فرمائیں تاکہ اگلے ایڈیشن میں اس کی تصحیح کی جاسکے۔

EMAIL: SHAFIQMADANI26@GMAIL.COM

دعائے خیر کا طالب:

ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

فہرست

مصنف کا تعارف 7

نام ونسبت 7

دینی ماحول سے وابستگی 7

آغازِ تدریس وتصنیف 8

خلافت واجازت 8

خدمتِ دین 8

حضرتِ عثمان غنی 10

درود شریف کی فضیلت 10

بیان کا موضوع 13

(1)---**عثمانِ غنی کا تعارف** 14

عثمانِ غنی کا حلیہ 14

(2)---**عثمانِ غنی کے اسلام لانے کا واقعہ** 15

قریش کی محبت 15

دنیا چھوڑ سکتا ہوں پر ایمان نہیں 16

(3)---**عثمانِ غنی کا مقام ومرتبہ** 16

فضائل پر آیات مبارکہ 17

دو مرتبہ جنت خریدی 18

(4)---**عثمانِ غنی کے بارے میں ارشاداتِ مصطفیٰ ﷺ** 20
(5)---**عثمانِ غنی کی خصوصیات** 22
ذُوالنُّورَین 23
جامِعُ القرآن 23
صاحِبُ الْہِجْرَتَیْن 24
(6)---**عثمانِ غنی کی سخاوت** 25
جنّتی حُور سے نکاح 25
مہمانی کا نرالا انداز 28
نبی کی تعظیم کا نرالا انداز 29
امیروں والا کھانا 31
(7)---**عثمانِ غنی کی خلافت** 31
خلیفہ کیسے بنیں؟ 32
بحری بیڑے کے ذریعے حملہ 32
دیگر فتوحات اور مالِ غنیمت 34
(8)---**عثمانِ غنی کے تاریخی کارنامے** 34
(9)---**عثمانِ غنی کی کرامات** 36
دلوں کے حالات 36
ہائے! میرے لیے جہنم ہے 37

اپنے مُدفن کی خبر دیدی! 38
(10)---عثمانِ غنی کا وصال 38
محاصرہ میں سختی 44
جان دینا قبول ہے، پر خون ریزی نہیں 45
بلوائیوں کا آپ کو شہید کر دینا 47
حضرت علی کی برہمی 49
قاتل کون تھا 50
شہادت کی تاریخ 51
مصنف کی کتابوں کا تعارف 52

مصنف کا تعارف

نام ونسبت

نام محمد شفیق خان، والد کا نام محمد شریف خان ہے، سلسلۂ قادریہ رضویہ عطاریہ میں شیخِ طریقت امیرِ اہلسنت بانیٔ دعوتِ اسلامی حضرت علامہ مولانا ابو بلال محمد الیاس عطار قادری رضوی دامت برکاتہم العالیہ سے 2004ء میں بیعت ہونے کی وجہ سے اپنے نام کے ساتھ عطاری لکھتے ہیں، آپ کی ولادت قصبہ لَلَوْلی ضلع فتح پور ہنسوا صوبہ یوپی ہند میں ہوئی، آپ کی تاریخِ پیدائش 10 جون 1986ء ہے۔

دینی ماحول سے وابستگی

موصوف نے ابتداءً ہندی انگلش کی تعلیم حاصل کر کے سن 2000ء میں AC کا کام سیکھنے اور کرنے کے لئے بمبئی چلے گئے تھے اور وہاں پر 4 سال قیام کیا پھر 2004ء میں اپنے وطن لوٹے، اور وطن میں ہی دعوتِ اسلامی کا دینی ماحول ملا، دعوتِ اسلامی کے دینی ماحول سے وابستہ ہونے کے بعد مختلف کورسز کئے اور 2006ء میں اپنے ہی علاقہ کے دار العلوم بنام جامعہ عربیہ گلشنِ معصوم قصبہ للولی میں قاری اقبال احمد عطاری سے قرآنِ پاک ناظرہ اور حضرت مولانا عتیق الرحمٰن مصباحی سے درسِ نظامی کے درجۂ اولی اور کچھ درجۂ ثانیہ کی کتابیں پڑھیں، اس کے بعد مزید تعلیم حاصل کرنے کے لئے چریاکوٹ ضلع مؤ تشریف لے گئے اور وہاں درجۂ ثانیہ مکمل کرنے کے بعد اہلسنت کے عظیم علمی ادارے الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور اعظم گڑھ میں مطلوبہ درجۂ ثالثہ کا ٹیسٹ دیا اور بفضلہ تعالی کامیاب ہونے کے بعد درجۂ ثالثہ وہیں پڑھی، پھر

درجۂ رابعہ دار العلوم غوثیہ (جو ضلع اعظم گڑھ کے گاؤں سَرَیّا میں واقع ہے) میں مکمل کی پھر اس کے بعد دعوتِ اسلامی کے جامعۃ المدینہ فیضانِ عطار نیپال گنج، نیپال میں داخلہ لیا اور درجۂ خامسہ سے دورۂ حدیث تک کی تعلیم وہیں مکمل فرمائی۔

آغازِ تدریس و تصنیف

2014ء میں فراغت کے بعد تدریس کے لئے دعوتِ اسلامی کے جامعۃ المدینہ فیضانِ صدیقِ اکبر آگرہ تشریف لے گئے اور ایک سال وہاں تدریس فرمائی، پھر مزید تدریس کے لئے دعوتِ اسلامی کے مدنی مرکز کے حکم پر بنگلہ دیس کے دار الحکومت ڈھاکہ کے جامعۃ المدینہ تشریف لے گئے، اور وہیں پر دعوتِ اسلامی کے جامعات کے درجۂ ثانیہ میں داخلِ نصاب علمِ صرف کی کتاب بنام ''مراح الارواح'' کی اردو شرح بنام ''شَفِیْقُ الْمِصْبَاح شرح مَرَاحُ الْاَرْوَاح'' تصنیف فرمائی۔ اس کے بعد پھر جامعۃ المدینہ فیضانِ صدیقِ اکبر آگرہ تشریف لا کر درس و تدریس، تالیف و تصنیف میں مشغول ہو گئے۔ درسِ نظامی کی تدریس کے ساتھ ساتھ امامت کورس بھی کرواتے رہے۔

خلافت و اجازت

ستمبر 2014ء میں خلیفۂ مفتیٔ اعظم ہند حضرت علامہ مفتی انوار الحق صاحب نے اور 25 اپریل 2024ء کو شاگردِ حافظِ ملت، مریدِ مفتیٔ اعظم ہند، خلیفۂ برہانِ ملت، مبلغِ اسلام حضرت علامہ مولانا عبد المبین نعمانی دامت برکاتہم العالیہ نے سلسلۂ قادریہ، رضویہ کی خلافت و اجازت سے نوازا۔

خدمتِ دین

حضرت جس طرح ایک مدرس اور مصنف ہیں اسی طرح مقرر اور مبلغ بھی ہیں۔ آپ کے اصلاحی بیانات خوفِ خدا و عشقِ مصطفےٰ ﷺ سے لبریز ہوتے ہیں۔ سننے والوں پر رقت طاری ہوتی اور دین سے قربت نصیب ہوتی ہے۔ نیز وقتاً فوقتاً مختلف دینی تحریکیں چلاتے رہتے ہیں۔ اور ابھی حال ہی میں **"دین سیکھو اور انعام پاؤ"** کے نام سے گھر گھر دینی تعلیم پہنچانے کی تحریک شروع فرمائی ہے۔ تادمِ تحریر حضرت کی اردو ہندی دونوں زبانوں میں تصنیف کی تعداد 100 سے تجاوز کر چکی ہے۔ اللہ پاک اس تحریک کو اپنی بارگاہ میں قبول فرما کر ترقی عطا فرمائے۔ نیز اللہ سے دعا ہے کہ حضرت کو بے بہا برکات و ثمرات سے نوازے اور اس کارہائے نمایہ کو اپنی بارگاہ میں شرفِ قبولیت عطا کر کے حضرت کے لئے توشۂ آخرت بنائے آمین بجاہ النبی الامین ﷺ۔

جامعۃ المدینہ فیضانِ صدیق اکبر آگرہ

کے Location کا QR Code

جس جامعۃ المدینہ میں شانِ آگرہ حضرت مولانا

ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

2014 سے اب تک (2026) تدریس

فرماتے ہیں

حضرتِ عثمان غنی

رضی اللہ عنہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ اللَّطِیْف وَ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہِ الشَّفِیْق اَمَّا بَعْد

فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

اَلصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہ وَعَلٰی اٰلِكَ وَ اَصْحٰبِكَ یَا حَبِیْبَ اللّٰہ

اَلصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلَیْكَ یَا نَبِیَّ اللّٰہ وَعَلٰی اٰلِكَ وَ اَصْحٰبِكَ یَا نُوْرَ اللّٰہ

درود شریف کی فضیلت

اے عاشقانِ صحابہ و اہلبیت! آج ہم اور آپ جس دور سے گزر رہے ہیں وہ دور ترقی کا دور کہلاتا ہے کہ نئی نئی چیزیں بنائی جارہی ہیں، سال کا کام مہینوں میں، مہینوں کا کام دنوں میں، دنوں کا کام گھنٹوں میں اور گھنٹوں کا کام پل بھر میں کئے جارہے ہیں۔ آج ایسی ترقی کا دور ہے کہ ہر کوئی لگا ہوا ہے، اس خیال سے کہ کہیں میں دوسروں سے پیچھے نہ رہ جاؤں۔

مگر میں آپ کے سامنے ایک بات رکھنا چاہتا ہوں کہ لوگوں کا ترقی حاصل کرنے کے باوجود اگر جائزہ لیا جائے تو ہر کوئی پریشان ہے۔ دن رات کمانے کے باوجود گھر کے اخراجات پورے کرنا ایک دشوار کام بن گیا ہے۔ آدمی دن رات اپنی حاجتوں کو پورا کرنے کا پلان بناتا ہے مگر کامیاب نہیں ہو پارہا۔ کہا جاتا ہے پہلے گھر میں کم کھانا پکتا تھا بہت سارے لوگ کھا لیتے تھے اور اب بہت سارا کھانا پکتا ہے مگر کم لوگ بھی نہیں کھا پارہے ہیں۔ یعنی یوں کہہ لیجئے کہ آج ہمارے گھروں سے برکت اٹھتی جارہی ہے۔ مال و اسباب کی کثرت ہے مگر برکت نہیں

ہے۔ کثرت الگ چیز ہے اور برکت الگ چیز ہے۔ آدمی کی کامیابی کثرت سے نہیں ہے بلکہ آدمی کی کامیابی برکت سے کہ جس کو برکت مل جائے اس کا تھوڑا ہی بہت ہو جاتا ہے۔

اے عاشقان رسول! بیان کرنے کا مقصد یہ ہے کہ آج ہر کوئی اپنے دل میں اپنی حاجت لیے گھوم رہا ہے کہ میری یہ حاجت پوری ہو جائے، میری یہ آرزو پوری ہو جائے، میری یہ تمنا پوری ہو جائے، مگر وہ حاجت، وہ آرزو اور وہ تمنا پوری ہونے کا نام نہیں لیتی۔ غریب چاہتا ہے میں امیر ہو جاؤں، امیر چاہتا ہے میں سب سے بڑا امیر بن جاؤں۔ پیدل چلنے والا چاہتا ہے میں پیدل نہ چلوں بلکہ میرے پاس سائیکل ہو جائے۔ سائیکل والا چاہتا ہے کب تک پیڈل مار مار کر تھکتا رہوں گا کاش! میرے پاس موٹر سائکل ہو جائے۔ موٹر سائکل والا چاہتا ہے یار فیملی ممبر بڑھ گئے ہیں اب کار ہونی چاہیئے۔ الغرض ہر کسی کی کوئی نہ کوئی حاجت ہے، کوئی نہ کوئی آرزو ہے، کوئی نہ کوئی تمنا ہے۔ مگر وہ حاجت، وہ آرزو، وہ تمنا پوری ہو جائے بہت مشکل ہے۔ ڈاکٹر اقبال لکھتے ہیں:

چاہتے سب ہیں کہ ہوں اوجِ ثریا پہ مقیم
پہلے ویسا کوئی پیدا تو کرے قلبِ سلیم

یہ تو دنیا کی حاجتوں کا بیان ہے آگے بڑھیں تو آخرت کی بھی حاجتیں ہیں اگرچہ ہم ان حاجتوں کے بارے میں نہیں سوچتے۔ سکرات و موت کا معاملہ، سوالاتِ قبر اور عذابِ قبر کا معاملہ، قیامت میں اٹھائے جانے کا معاملہ، حساب و کتاب کا معاملہ، پل صراط سے گزرنے کا معاملہ، جنت و دوزخ میں داخل ہونے کا معاملہ۔ یہ بھی ہماری حاجتوں میں شامل ہیں، ان سے انکار نہیں کیا جا سکتا کیونکہ ان سب سے ہمیں دوچار ہونا ہے۔

اے عاشقانِ رسول! آج کی اس نورانی محفل کے صدقے میں آپ کو ایک ایسا وظیفہ بتاتا ہوں جس کی برکت سے آپ کی ایک حاجت نہیں، دو حاجت نہیں، تین حاجت نہیں، پانچ ،دس، بیس اور پچاس حاجت نہیں بلکہ سو حاجتیں پوری ہو جائیں گی۔ اور یہ تجربہ کیا ہوا عمل ہے ۔ الحمد للہ ایک بار جمعہ کے دن مسجد میں بیان کے دوران سگِ عطار نے یہ عمل بیان کیا تو صرف بیان کی برکت سے اسی دن دنیا کی کئی حاجتیں پوری ہو گئیں۔ لہذا خوب توجہ سے سنیئے:

میرے شیخِ طریقت، امیرِ اہلسنّت حضرت علاّمہ مولانا ابو بلال محمد الیاس عطّار قادری رَضوی دَامَت بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ اپنے رسالے ''سیّدی قُطبِ مدینہ ''میں بحوالہ جَمْعُ الْجَوامِعْ اللہ کے آخری نبی صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی ایک حدیثِ پاک نقل فرماتے ہیں کہ:

سلطانِ دوجہان، مدینے کے سلطان، رَحمتِ عالَمیان، سرورِ ذیشان صَلَّی اللہ تَعالٰی عَلیہ واٰلہٖ و سلَّم کا فرمانِ جنّت نشان ہے: جو مجھ پر جُمُعہ کے دن اور رات 100 مرتبہ دُرُود شریف پڑھے اللہ اُس کی 100 حاجتیں پوری فرمائے گا، 70 آخِرت کی اور 30 دُنیا کی اور اللہ پاک ایک فِرِشتہ مقرّر فرمادے گا جو اُس دُرُودِ پاک کو میری قبر میں یوں پہنچائے گا جیسے تمہیں تحائف پیش کئے جاتے ہیں، بِلاشبہ میرا علم میرے وِصال کے بعد وَیسا ہی ہو گا جیسا میری حیات میں ہے۔ (جَمْعُ الْجَوامِع لِلسُّیُوطی ج۷ ص۱۹۹ حدیث۲۲۳۵۵)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

اے عاشقانِ رسول! اب آپ ہر جمعہ کو سو بار درودِ پاک پڑھنے کا معمول بنالیجئے اور پھر اس کی برکتیں خود دیکھیئے، ان شاء اللہ آپ کی ہر نیک و جائز حاجت ایک ایک کر کے پوری ہوتی ہوئی نظر آئیں گی۔ ان شاء اللہ

زبان و قلب کی عظمت درودِ پاک سے ہے
ہر ایک غم میں حفاظت درودِ پاک سے ہے

دعائیں ہوتی ہیں مقبول اس وسیلے سے
خدا کی خاص عنایت درودِ پاک سے ہے

غم جہاں سے کبھی سابقہ نہیں پڑتا
مجھے تو ہر گھڑی راحت درودِ پاک سے ہے

خدا کے نام کے بعد محمد کا نام لیتے رہو
ہر ایک کام میں برکت درودِ پاک سے ہے

بیان کا موضوع

اے عاشقانِ رسول! ذکرِ شہدائے کربلا جاری و ساری ہے، نور برساتے ماہِ محرم الحرام کی جلوہ گری ہے، مسلسل بیانات کا سلسلہ ہے اور آج ہم خلیفۂ سوم، امیرُ الْمُؤمِنِین، حضرتِ سیّدُنا عثمانِ غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مبارک سیرت کے متعلق چند اہم چیزیں سننے کی سعادت حاصل کریں گے مثلاً:

(1)۔۔۔عثمانِ غنی کا تعارف وحلیہ مبارک

(2)۔۔۔عثمانِ غنی کے اسلام لانے کا واقعہ

(3)۔۔۔عثمانِ غنی کا مقام و مرتبہ

(4)۔۔۔عثمانِ غنی کے بارے میں ارشاداتِ مصطفی ﷺ

(5)۔۔۔عثمانِ غنی کی خصوصیات و اولیات

(6)۔۔۔عثمانِ غنی کی سخاوت

(7)۔۔۔عثمانِ غنی کی خلافت

(8)۔۔۔عثمانِ غنی کے تاریخی کارنامے

(9)۔۔۔عثمانِ غنی کی کرامات

(10)۔۔۔عثمانِ غنی کا وصال

(1)۔۔۔عثمانِ غنی کا تعارف

حضرتِ عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ مسلمانوں کے تیسرے خلیفہ ہیں۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نام عثمان، کُنیَت "ابو عَمرو "اور لقب جامع القرآن ہے نیز ایک لقب "ذُوالنُّورَین"(یعنی دونور والے)اور صاحب الہجرتین بھی ہے۔ آپ واقعۂ فیل کے چھٹے(th6) سال مکۂ پاک میں پیدا ہوئے اور آپ کا سلسلۂ نسب 5 واسطوں سے اللہ پاک کے آخری نبی صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے سلسلۂ نسب سے جاملتا ہے۔(تاریخ الخلفاء، ص118)

عثمانِ غنی کا حلیہ

اَمیرُ المؤمنین حضرت سَیِّدُنا عُثمانِ غنی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ بہت خُوبصورت حُلیے کے مالک اور اِنتہائی خُوبرو اِنسان تھے۔ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کا قد مُبارَک نہ بالکل چھوٹا تھا اور نہ ہی بہت بڑا بلکہ مُتَوسِّط تھا، آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کا چہرہ نِہایت ہی حَسین و جمیل، رنگ سُرخی مائل گورا(یعنی گُلابی) تھا۔ دونوں رُخسار بڑے بڑے، کان لمبے، مبارک دانت نہایت ہی خُوبصُورت، سینہ مُبارَک چوڑا، دونوں کندھوں کے دَرمیان فاصلہ ہونے کے ساتھ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی پنڈلیاں مضبوط اور دِیدَہ زیب، جبکہ بازو مُبارک قدرے لمبے تھے۔ سَر اَقدَس پر گھنگھریالی زُلفیں نہایت ہی گھنی

اور کانوں کے نیچے تک تھیں۔ اَمِیْرُالمؤمنین حضرت سَیِّدُنا فارُوقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ اور اَمِیْرُالمؤمنین حضرت سَیِّدُنا مولا علی کَرَّمَ اللہُ تَعَالٰی وَجْھَہُ الْکَرِیْم کی داڑھی کی طرح آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی داڑھی بھی گھنی تھی۔ جِلد باریک لیکن سنہری بالوں سے پُر تھی، اس قَدَر حُسن وجَمال اور خُوبصُورتی کے مالک ہونے کے باوُجُود آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ شَرم وحَیا کے پیکر تھے۔

(طبقات کبری، عثمان بن عفان، ج۳، ص۴۲، الاصابۃ، عثمان بن عفان، ج۴، ص۳۷۷، ریاض النضرۃ، ج۲، ص۶)

(2)---عثمانِ غنی کے اسلام لانے کا واقعہ

اے عاشقانِ رسول! ہمارے عثمانِ غنی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ زمانۂ جاہِلیَّت میں بھی اپنی قوم کے شریف اور عزّت دار لوگوں میں شُمار کیے جاتے تھے۔ طبیعت کا جَمال، آپ کے جَلال پر غالب تھا ،یہی وجہ ہے کہ نہایت ہی شیریں کلام فرماتے تھے، بہت ہی شفیق ومہربان تھے۔ جاہ وحشمت (یعنی شان وشوکت) کے مالک، نہایت ہی مالدار مگر شَرم وحَیا کے پیکر تھے۔ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی ذاتِ مُبارَکہ تمام صِفاتِ رَذِیلہ (یعنی بُری صِفات) سے پاک تھی، بلکہ جاہِلیَّت کے دَور میں بھی آپ ایسی باکمال صِفات سے مُتَّصِف تھے کہ خُود قُریش کے لوگ بھی آپ سے بے پناہ مَحَبَّت کیا کرتے تھے چُنانچہ:

قریش کی محبت

قُرَیش کی آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مَحَبَّت اتنی مشہور تھی کہ ضَربُ الْمثل بن گئی اور مائیں جب رات کو اپنے بچوں کو سُلاتیں تو اُنہیں اپنا پیار جتاتے ہوئے یُوں کہتیں: ”اُحِبُّكَ وَالرَّحْمٰنُ حُبَّ قُرَیْشٍ عُثْمَان۔ یعنی میں اور میرا رَبّ تجھ سے مَحَبَّت کرتے ہیں، جیسے قُرَیش عُثمانِ غنی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے مَحَبَّت کرتے ہیں۔“ (تاریخ ابن عساکر، ج۳۹، ص۲۵۱، ملخصًا)

دنیا چھوڑ سکتا ہوں پر اِیمان نہیں

اَمیرُالْمُؤمِنین حضرت سَیِّدُنا عثمانِ غَنی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ مردوں میں چوتھے نمبر پر حضرتِ صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ کی انفرادی کوشش سے اسلام کی دولت سے مشرف ہوئے، جب آپ رضی اللہ عنہ اِسلام لائے تو نہ صِرف اپنے گھر والوں بلکہ پُورے خاندان (Family) کی شدید مُخالفت کا سامنا کرنا پڑا۔ آپ کو مارا پیٹا گیا یہاں تک کہ آپ کا چچا حَکَم بن اَبی العاص تو اِس قَدر ناراض ہوا کہ آپ کو پکڑ کر ایک رَسّی سے باندھ کر کہنے لگا: تُم نے اپنے باپ دادا کا دِین چھوڑ کر دُوسرا مذہب اِختیار کر لیا ہے، جب تک تُم نئے مذہب کو نہیں چھوڑو گے ہَم تمہیں نہیں چھوڑیں گے، اِسی طرح باندھ کر رکھیں گے۔ یہ سُن کر حضرت سَیِّدُنا عثمانِ غَنی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے فرمایا: خُدائے ذُوالْجَلال کی قسم! میں اسلام کو کبھی نہیں چھوڑ سکتا، نہ کبھی اس دولت سے دَسْت بَردار ہو سکتا ہوں۔ حَکَم بن اَبی العاص نے جب آپ کا یہ جذبہ دیکھا تو مَجبور ہو کر آپ کو قید سے آزاد کر دیا۔ (تاریخ مدینۃ دمشق، عثمان بن عفان، ۳۹/۲۶)

اگرچہ لاکھ دشمن دھمکیاں دے جان لینے کی
کسی سے کیوں ڈرے تیرا فدائی یا رسولَ اللہ

(وسائلِ بخشش مرمم، ص۳۵۰)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

اے عاشقانِ رسول! سُنا آپ نے! اِیمان لانے کے بعد حضرت سَیِّدُنا عثمانِ غنی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ پر آپ کے اَہلِ خانہ نے کس قَدر ظُلم و سِتم ڈھائے مگر آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ اُنہیں بَرداشت کرتے ہوئے ثابِت قَدم رہے۔

(3)---عثمانِ غنی کا مقام و مرتبہ

اے عاشقانِ رسول! امیر المؤمنین حضرت سیّدُنا عثمان بن عفان رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہ کا مقام و مرتبہ اللہ و رسول صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے بارگاہ میں بہت ہی بلند و بالا اور عالیشان ہے چنانچہ:

فضائل پر آیات مبارکہ

حضرت سیّدُنا محمد بن حَاطِب رَحْمَۃُ اللہ تَعَالٰی عَلَیْہ سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ امیر المؤمنین حضرت سیّدُنا عثمان بن عفان رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہ کا ذکر خیر ہونے لگا تو حضرت سیّدُنا حسن بن علی المرتضیٰ رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُمَا نے فرمایا: ''ابھی امیر المومنین تشریف لائیں گے۔ چنانچہ امیر المؤمنین حضرت سیّدُنا علی المرتضیٰ کَرَّمَ اللہ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم تشریف لائے اور فرمایا: ''حضرت سیّدُنا عثمان بن عفان رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہ ان خوش بختوں میں سے ہیں جن کی شانِ عظمت نشان میں رحمٰن کا یہ فرمان نازل ہوا:

اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ثُمَّ اتَّقَوْا وَّ اٰمَنُوْا ثُمَّ اتَّقَوْا وَّ اَحْسَنُوْا ؕ وَ اللّٰهُ یُحِبُّ الْمُحْسِنِیْنَ(۹۳)(پ۷، المائدۃ:۹۳)

ترجمۂ کنزالایمان: ایمان رکھیں اور نیکیاں کریں پھر ڈریں اور ایمان رکھیں پھر ڈریں اور نیک رہیں اور اللہ نیکوں کو دوست رکھتا ہے۔

(المصنف لابن ابی شیبۃ، کتاب الفضائل، ما ذکر فی فضل عثمان بن عفان، الحدیث:۳۸، ج۷، ص۴۹۳)

حضرت سیّدُنا عبد اللہ بن عمر رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُمَا فرماتے ہیں کہ اللہ کا یہ فرمان امیر المؤمنین حضرت سیّدُنا عثمان غنی رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہ کے بارے میں ہے:

اَمَّنْ هُوَ قٰنِتٌ اٰنَآءَ الَّیْلِ سَاجِدًا وَّ قَآئِمًا یَّحْذَرُ الْاٰخِرَةَ وَ یَرْجُوْا رَحْمَةَ رَبِّهٖ (پ۲۳، الزمر:۹)

ترجمۂ کنزالایمان: کیا وہ جسے فرمانبرداری میں رات کی گھڑیاں گزریں سجود میں اور قیام میں

آخرت سے ڈرتا اور اپنے رب کی رحمت کی آس لگائے۔

(صفۃ الصفوۃ، ابوعبد اللہ عثمان بن عفان، ذکر ثناء الناس علیہ وارضاہ، ج۱، ص۱۶۱)

اے عاشقانِ رسول! **امیرُ المؤمنین** حضرتِ سیِّدُنا عثمانِ غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شانِ والا بَہُت بُلند و بالا ہے، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی مبارَک زندگی میں رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ سے دو مرتبہ **جنّت** خریدی چنانچہ:

دو مرتبہ جنت خریدی

ایک مرتبہ "بیرِ رُومہ" یہودی سے خرید کر مسلمانوں کے پانی پینے کے لیے وَقْف کر کے۔ اور دُوسری بار "جَیْشِ عُسْرَت" کے موقع پر۔ چُنانچہ "سُنَنِ تِرمِذی" میں ہے:

حضرتِ سَیِّدُنا عبدُ الرحمن بن خَبّاب رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے مَروی ہے کہ میں بارگاہِ نَبَوی میں حاضِر تھا اور مکی مدنی، رسولِ ہاشمی صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ صَحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کو "جَیشِ عُسْرَت" (یعنی غزوۂ تبوک) کی تیّاری کیلئے ترغیب اِرْشاد فرمارہے تھے۔ حضرتِ سَیِّدُنا عُثمان بن عَفّان رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے اُٹھ کر عَرْض کی: یارَسُولَ اللہ! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ پالان اور دیگر مُتَعَلِّقَہ سامان سَمیت سو(100) اُونٹ میرے ذِمّے ہیں۔ نبی پاک صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے صَحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان سے پھر ترغیب ارشاد فرمائی۔ تو حضرت سَیِّدُنا عثمانِ غنی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ دوبارہ کھڑے ہوئے اور عَرْض کی: یارَسُوْلَ اللہ! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ! میں تمام سامان سَمیت دو سو(200) اُونٹ حاضِر کرنے کی ذِمّہ داری لیتا ہوں۔ رسولِ کریم، محبوبِ ربِّ عظیم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے صَحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان سے پھر ترغیب ارشاد فرمائی: تو حضرت سَیِّدُنا عُثمانِ غنی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے عَرْض کی: یارَسُوْلَ اللہ! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ! میں مع سامان تین سو(300) اُونٹ اپنے ذِمّے

قبول کرتا ہوں۔ راوی فرماتے ہیں: میں نے دیکھا کہ حُضورِ انور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے یہ سُن کر مِنبرِ مُنَوَّر سے نیچے تشریف لاکر دو مرتبہ فرمایا: آج سے عثمان (رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ) جو کچھ کرے، اُس پر پوچھ گچھ نہیں۔ (ترمذی، کتاب المناقب، مناقب عثمان بن عفان، ۵/۳۹۱، حدیث: ۳۷۲۰)

زاہدِ مسجدِ اَحمدی پر دُرُود
دولتِ جیشِ عُسرت پہ لاکھوں سلام
امام الاسخیاء کر دو عطا جذبہ سخاوت کا!
نکل جائے ہمارے دل سے حُبِّ دولتِ فانی

اے عاشقانِ رسول! آج کل کچھ لوگ دوسروں کی دیکھا دیکھی جَذبات میں آکر چندہ دینے کا لکھوا تو دیتے ہیں مگر جب دینے کی باری آتی ہے تو ان پر بھاری پڑ جاتا ہے، حتّٰی کہ بعض تو دیتے بھی نہیں! مگر قُربان جایئے! محبوبِ مُصطَفٰے، سیِّدُ الْاَسْخیا، عُثمانِ باحَیا رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے جُود و سَخا پر کہ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے اپنے اِعلان سے بَہُت زِیادہ چندہ پیش کیا۔ مُفسّرِ شَہیر، حکیمُ الاُمَّت، حضرت مُفْتی احمد یار خان رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ اِس حدیثِ پاک کے تَحْت فرماتے ہیں: خیال رہے کہ یہ تو اُن کا اعلان تھا مگر حاضِر کرنے کے وَقْت آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے 950 اُونٹ، 50 گھوڑے اور 1000 اَشْرَفیاں پیش کیں، پھر بعد میں 10 ہزار اَشْرَفیاں اور پیش کیں۔ (مُفْتی صاحب رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ مزید فرماتے ہیں) خیال رہے کہ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے پہلی بار میں ایک سو کا اعلان کِیا، دُوسری بار 100 اُونٹ کے علاوہ اور 200 کا، تیسری بار اور 300 کا کل 600 اُونٹ (پیش کرنے) کا اِعلان فرمایا۔ (مراٰۃ المناجیح ج۸ ص۳۹۵، از کراماتِ عثمانِ غنی، ص۶)

مجھے اپنی سَخاوت کے سَمُندر سے کوئی قَطرہ

عَطا کر دو نہیں دَرکار مجھ کو تاجِ سُلطانی

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

(4)۔۔۔عثمانِ غنی کے بارے میں ارشاداتِ مصطفی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

اے عاشقانِ رسول! عُموماً دیکھا جاتا ہے کہ ایک غلام تو اپنے آقا کی عنایتوں اور اس کے لُطف و کرم کے سبب اس کی تعریف میں رَطَبُ الّلسان رہتا ہے۔ لیکن کمال یہ ہے کہ جب آقا بھی اپنے غُلام کی خُوبیوں پر اس کی تعریف کرے اور اس سے قائم ہونے والے والہانہ تَعَلُّق کا اِظہار کرے۔ اَمِیْرُ الْمؤمنین حضرت سَیِّدُنا عُثمانِ غنی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کا شُمار بھی ان خُوش نصیب صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان میں ہوتا ہے کہ جن کے حق میں حُضُور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے لَبِ جاں بخش نے کئی بار جُنْبِش فرمائی، کبھی آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کو دربارِ رسالت عَلٰی صَاحِبِہَا الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ سے جَنَّت کا مُژدہ عطا ہوا، تو کبھی آپ کو مُصْطَفٰے صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اپنا جَنَّتی رفیق قرار دیا، کبھی آپ کو کامل حَیا کی سَنَد عطا فرمائی تو کبھی آپ کی شَفاعت کے ذَرِیعے لوگوں کے جَنَّت پانے کا اعلان فرمایا۔ آیئے شانِ عُثمانِ غنی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے مُتَعَلِّق چار فرامینِ مُصْطَفٰے صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سُنتے ہیں:

(۱)۔۔۔عُثمان مجھ سے ہے اور میں عُثمان سے ہوں۔ (تاریخ دمشق، ۳۹/۱۰۲)

(۲)۔۔۔جَنَّت میں ہر نبی کا ایک رفیق ہو گا اور میرے رفیق عُثمان بن عَفّان ہیں۔
(تاریخ دمشق، ۳۹/۱۰۴)

(۳)۔۔۔بروزِ قِیامت عُثمان کی شفاعت سے سَتّر ہزار ایسے آدمی بِلاحساب جَنَّت میں

داخل ہوں گے جن پر جَہنَّم واجب ہو چکی ہو گی۔(تاریخِ دمشق،۳۹/۱۲۲)

(۴)۔۔۔حَیا ایمان سے ہے اور میری اُمَّت میں سب سے زِیادہ حَیادار عثمان ہیں۔
(تاریخِ دمشق،۳۹/۹۲)

اے عاشقانِ رسول! حضرت سَیِّدُنا عثمانِ غنی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی شرم وحَیا کے بھی کیا کہنے کہ نبیِّ کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّمَ بھی آپ سے حَیا فرماتے ہیں۔ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ ہمیشہ نہایت عُمدہ اَوصاف کے حامل رہے، یہاں تک کہ زمانۂ جاہلیّت میں بھی کئی بُرائیوں سے دُور رہے ، آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ خُود اپنے بعض اَوصاف بیان کرتے ہوئے اِرْشاد فرماتے ہیں: میں نے نہ کبھی فُضُول اَشعار گُنگنائے اور نہ ہی ان کی تمنّا کی، زَمانۂ جاہلیت اور زَمانۂ اسلام دونوں میں کبھی شراب نہ پی اور جب سے میں نے دو جہاں کے تاجور، سُلطانِ بحر و بَر صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی بَیْعَت کی ہے، تَب سے اپنے دائیں ہاتھ سے اپنی شرمگاہ کو نہیں چُھوا۔(تاریخ ابن عساکر،ج۳۹،ص۲۲۵)

مزید فرماتے ہیں: میں بند کمرے میں غُسل کرتا ہوں تو اللہ سے حَیا کی وجہ سے سِمَٹ جاتا ہوں۔(مرقاۃُ المَفَاتِیح ج۸ص۸۰۳، تحت الحدیث ۵۰۷۱)

اے عاشقانِ رسول! یہ تو اَمِیرُ الْمُؤمنین حضرت سَیِّدُنا عُثمانِ غَنی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی شرم وحَیا تھی، جبکہ ہمارے ہاں بے شَرمی و بے حَیائی کا عالَم یہ ہے کہ بعض لوگ ٹی وی پر فلموں ڈراموں کے فُحُش (یعنی بیہودہ) مَناظر کبھی تنہا تو کبھی پوری فیملی کے بیچ میں بڑی دِلچسپی سے دیکھتے ہیں، اب تو معاذاللہ گناہ اِس قدر عام ہو گیا ہے کہ موبائل وانٹرنیٹ کے ذریعے نہ جانے کیسے کیسے گناہوں کا اِرتکاب بآسانی کیا جاتا ہو گا۔ سوشل میڈیا کے ذریعے ترقی کی منازل کی تلاش اور دُنیوی معلومات سے اپنے آپ کو ہر وقت اپ ڈیٹ رکھنے کی سوچ میں شاید کئی لوگ گناہوں کے سمندر

میں اُتر کر اپنے قیمتی وقت کو برباد کرتے ہوں گے، شادی بیاہ اور دیگر تقریبات میں بیہودہ فنکشنز (Function) کا اِنتظام کیا جاتا ہے، جن میں مرد و عورت کا اِختلاط (یعنی مَیل جَول) اور ہنسی مَذاق کیا جاتا ہے۔ اکثر گھر سینما گھروں اور اَکثر مَجالس نَقّار خانوں (یعنی ڈھول وغیرہ بجانے کی جگہوں) کا سَماں پیش کرتی ہیں، بے پردہ خواتین شرم وحَیا کو بالائے طاق رکھتے ہوئے گلی بازاروں کی زِینت بنتی ہیں تو مرد بھی اپنی آنکھوں سے حَیا دھو ڈالتے ہیں اور ایسی خواتین کو آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھنا گویا کہ اپنا حق سمجھتے ہیں۔ الغرض ہمارا مُعاشَرہ فَحاشی، عُریانی و بے حَیائی کی آگ کی لپیٹ میں بڑی تیزی سے آتا جارہا ہے، جس کے سبب خاص کر نئی نَسل اَخلاقی بے راہ رَوی و شدید بدْ عملی کا شکار ہوتی جارہی ہے۔ ہمارے مُعاشرے میں حَیا ختم ہونے کے سبب ہی ہم سرِ عام ناجائز و حرام کام اور ڈھیروں گُناہ کرتے بالکل نہیں شرماتے۔ گالی دینا، تُہمت لگانا، بد گُمانی، غیبت، چُغلی، جُھوٹ بولنا، کسی کا مال ناحق کھانا، خُون بہانا، مسلمانوں کو بُرے اَلقاب سے پُکارنا، شراب، جُوا، چوری، ڈکیتی، سُود و رِشوت کا لَین دَین، ماں باپ کی نافرمانی، اَمانت میں خِیانت، غُرور و تکبُّر، حَسَد و رِیاکاری، حُبِّ جاہ، بُخل و خُود پَسندی وغیرہ وغیرہ گُناہوں کا اِرتِکاب ہمارے مُعاشَرے میں بڑی بے باکی کے ساتھ کیا جاتا ہے۔ ایسا محسوس ہوتا ہے کہ شرم وحَیا ہمیں چُھو کر بھی نہیں گُزری۔ ہمارا مُعاملہ تو یہ ہو چُکا ہے کہ

دن لَہو میں کھونا تجھے شب صبح تک سونا تجھے
شرمِ نبی خوفِ خدا یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں

(5)۔۔۔عثمانِ غنی کی خصوصیات

اے عاشقانِ صحابہ و اہلبیت! اللہ پاک نے حضرتِ عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ کو کئی

خصوصیات سے بھی نوازا ہے ان میں چند ایک بیان کرنے کی سعادت حاصل کرتا ہوں لہذا خوب توجہ کے ساتھ سنیئے اور حضرتِ عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ کی محبت میں اضافہ کیجیئے چنانچہ:

ذُوالنُّورَین

اَمِیرُالمُؤمنین حضرت سَیِّدُنا عُثمانِ غنی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کا ایک مشہور ومعروف لقب "ذُوالنُّورَیْن یعنی دو نُور والا" بھی ہے۔ اس لَقَب کی زِیادہ مشہور وجہ یہ ہے کہ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے نکاح میں یکے بعد دیگرے حُضُور پُر نُور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی دو شہزادیاں حضرت سَیِّدَتُنا رُقَیَّہ اور حضرت سَیِّدَتُنا اُمِّ کُلْثُوم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا آئیں، اسی وجہ سے آپ کو "ذُوالنُّورَین" کہا جاتا ہے۔ (تھذیب الاسماء، باب العین والثاء المثلثۃ، ج۱، ص۴۵۳)

اَعْلٰی حضرت، امام احمد رضا خان رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ اسی بات کی طرف اِشارہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

نُور کی سرکار سے پایا دو شالہ نُور کا
ہو مُبارَک تم کو ذُوالنُّوْرَیْن جوڑا نُور کا

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

جامِعُ القرآن

حضرتِ عثمانِ غنی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کا ایک لقب "جامعُ القرآن" بھی ہے۔ اَمِیرُالمؤمنین حضرت سَیِّدُنا ابُو بکر صدّیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے اپنے عہد میں اَمِیرُالمؤمنین حضرت سَیِّدُنا عمرِ فارُوقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے مشورے سے مُتَفَرِّق مَقامات سے قرآنِ پاک کے تمام صَحائِف جَمْع کر لیے

تھے، مگر اس میں تین کام باقی تھے، جَمْع کیے گئے صحائف کو ایک مُصْحَف میں نَقْل کرنا، پھر اس ایک مُصْحَف کے مُخْتَلِف نُسْخے اسلامی مَمالک کے بڑے بڑے شہروں میں تقسیم کرنا اور سب کو لہجۂ قُریش پر پڑھنے کا حکم دینا۔ یہ تینوں کام اللہ پاک نے اَمِیْرُ الْمُؤمنین حضرت سَیِّدُنا عُثمانِ غنی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے لیے اور قرآنِ عظیم کا جَمْع کرنا وعدۂ الٰہیّہ کے مُطابِق تامّ وکامِل (یعنی مکمل) ہوا، اس لیے اَمِیْرُ الْمُؤمنین حضرت سَیِّدُنا عُثمانِ غنی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کو "جامِعُ القرآن" کہتے ہیں۔ (فتاوی رضویہ، ج۲۶، ص۴۵۲، فیضان صدیق اکبر، ص۴۱۹، ملخصًا)

تمہیں کو جامعِ قرآن کا حق نے دیا منصب
عطا قرآں کو کر کے جَمْع کی اُمَّت کو آسانی

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

صاحِبُ الْهِجْرَتَيْن

اے عاشقانِ رسول! اَمِیْرُ الْمُؤمنین حضرت سَیِّدُنا عُثمانِ غنی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ جس طرح دِیْنِ اسلام کی سَربُلندی کے لیے اپنا مال لُٹاتے تھے، اسی طرح خُود بھی پیچھے نہیں رہتے تھے۔ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ ان چند صحابۂ کرام رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ اَجْمَعِیْن میں سے ہیں جنہوں نے راہِ خدا میں دوبار ہجرت کی، ایک بار حبشہ کی طرف اور دوسری بار مدینہ مُنَوَّرہ زَادَھَا اللہُ شَرَفًا وَّ تَعْظِیْمًا کی طرف، اسی لیے آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کو "صاحِبُ الْهِجْرَتَيْن" کے لقب سے بھی یاد کیا جاتا ہے۔ جس کا مطلب ہے دو ہجرتیں کرنے والا۔ (طبقات کبری، عثمان بن عفان، ج۳، ص۴۰، اسد الغابۃ، عثمان بن عفان، ج۱، ص۷۴۹، کرامات عثمان غنی، ص۴)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

اے عاشقانِ رسول! دیکھا آپ نے! کہ اَمِیْرُ الْمُؤمنین حضرت سَیِّدُنا عُثمانِ غنی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کو آپ کی عَظمت کے پیشِ نظر کن کن اَلقابات سے یاد کیا جاتا ہے۔ یقیناً ایک آدمی کے عُمدہ اَوْصاف جتنے زِیادہ ہوں گے اتنا ہی اسے اچھے اَلْقاب اور اچھے اَنداز سے یاد کیا جائے گا۔ اَمِیْرُ الْمُؤمنین حضرت سَیِّدُنا عُثمانِ غنی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے اتنے اَلْقابات کا ہونا آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی عظمت وشان کی علامت ہے۔

(6)---عثمانِ غنی کی سخاوت

اے عاشقانِ رسول! اَمِیْرُ الْمُؤمنین حضرت سَیِّدُنا عُثمانِ غنی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی سخاوت بہت مشہور ہے لہذا مناسب سمجھتا ہوں کہ آپ کے سامنے سخاوتِ عثمان رضی اللہ عنہ کے چند واقعات بیان کروں تاکہ ہمیں بھی حضرتِ عثمانِ غنی کی سخاوت سے کچھ حصہ مل جائے چنانچہ:

جنّتی حُور سے نکاح

دعوتِ اسلامی کے اشاعتی ادارے مکتبۃ المدینہ کی بہت ہی پیاری کتاب ”نیکیاں ضائع ہونے سے بچایئے“ کے صفحہ نمبر 20 اور 21 پر ہے: حضرت سَیِّدُنا عبدُ اللہ بن عباس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُما سے روایت ہے کہ امیر المؤمنین حضرت سَیِّدُنا ابو بکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے زمانۂ خلافت میں قحط پڑا تو آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے لوگوں سے فرمایا: تمہیں کوئی تکلیف نہیں پہنچے گی یہاں تک کہ اللہ پاک تمہیں اس قحط سے نجات دے گا۔ پھر جب اگلا دن ہوا تو ان کے پاس خوشخبری دینے والا آگیا کہ حضرت سَیِّدُنا عثمانِ غنی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے پاس گندم اور سامانِ خوراک کے ایک ہزار اونٹ آرہے ہیں۔ (پھر جب حضرت سَیِّدُنا عثمانِ غنی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے پاس گندم اور دیگر کھانے کی چیزوں کے ایک ہزار اُونٹ آئے) تو اگلے روز تاجر لوگ آپ کے گھر پہنچ گئے اور ان کے دروازے پر

دستک دی۔ آپ باہر تشریف لائے اور ان سے پوچھا: تم لوگ کیا چاہتے ہو؟ انہوں نے کہا: ہمیں معلوم ہوا ہے کہ آپ کے گندم اور دیگر اشیاء کے ایک ہزار اونٹ آئے ہیں، آپ وہ ہمیں فروخت کر دیں تاکہ مدینۂ منورہ کے ضرورت مندوں پر رِزْق کی وسعت ہو جائے۔ حضرت سَیِّدُنا عثمانِ غنی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے ارشاد فرمایا: اندر آجاؤ۔ وہ لوگ اندر آ گئے تو آپ نے ان سے پوچھا: تم لوگ ملکِ شام کے بھاؤ کے مطابق کیا نفع دو گے؟ انہوں نے کہا: دس روپے کے بارہ روپے دیں گے یعنی دس روپے پر دو روپے نفع، آپ نے ارشاد فرمایا: مجھے اس سے زیادہ نفع مل رہا ہے۔ تاجروں نے کہا: 10 کے 14 لے لیں۔ فرمایا: مجھے زیادہ ملتا ہے۔ انہوں نے کہا: 10 کے 15 لے لیں۔ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے فرمایا: مجھے اس سے زیادہ نفع مل رہا ہے۔ انہوں نے کہا: مدینے کے تاجر (Dealers) تو ہم ہیں، آپ کو کون زیادہ نفع دے رہا ہے؟

حضرت سَیِّدُنا عثمانِ غنی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے ارشاد فرمایا: مجھے ایک روپے پر 10 روپے منافع مل رہا ہے، تم اس سے زیادہ دو گے؟ انہوں نے کہا: ہم اتنا نفع نہیں دے سکتے۔ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے فرمایا: اے تاجروں کی جماعت! اس بات پر گواہ ہو جاؤ کہ میں نے یہ تمام اشیاء مدینے کے ضرورت مندوں کے لیے صدقہ کر دی ہیں۔

حضرت سَیِّدُنا عبدُ اللہ بن عباس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا فرماتے ہیں: میں جب رات کو سویا تو خواب میں رسولِ اکرم، نورِ مجسّم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی زیارت کی، آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے نور کی چادر پہن رکھی تھی، مبارک ہاتھوں میں نور کی چھڑی اور پاؤں مبارک میں جو نعلین تھے، ان کے تسمے بھی نورانی تھے۔ میں نے عرض کی: بِاَبِی اَنْتَ وَاُمِّی یَارَسُوْلَ اللہ! لَقَدْ طَالَ شَوْقِی اِلَیْکَ یعنی میرے ماں باپ آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّمَ پر قربان یا رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ

وَسَلَّمَ! آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی طرف میرا شوق بڑھتا جاتا ہے۔ نبیِّ اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: میں جلدی میں ہوں، عثمان (رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ) نے ایک ہزار اونٹ کا بوجھ گندم وغیرہ صدقہ کیا ہے۔ اللہ کریم نے عثمان (رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ) کا یہ عمل قبول فرما کر جنّتی حُور سے ان کا نکاح فرمایا ہے۔ (الریاض النضرۃ، ذکر صدقاتہ، ۲/۴۳ ملتقطاً)

اِمامُ الْاَسْخِیا! کر دو عطا حِصَّہ سخاوت کا
قَناعَت ہو عِنایت، دیں نہ دَولت کی فَراوانی

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

اے عاشقانِ رسول! سنا آپ نے! امیرُ المؤمنین حضرت سَیِّدُنا عثمانِ غنی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ مسلمانوں کے کس قدر زبردست خیر خواہ اور سخاوت کے سمندر تھے۔ یہ بھی پتا چلا کہ ہمارے پیارے آقا، مکی مدنی مُصْطَفٰے صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اُمّت کے حال سے ہر وقت باخبر ہیں، یہ بھی معلوم ہوا کہ اللہ پاک نے امیرُ المؤمنین حضرت سَیِّدُنا عثمانِ غنی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کا عمل قبول فرما کر جنّتی حُور سے اُن کا نکاح فرما دیا ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ پیارے نبی، مکی مدنی صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کو اللہ کریم کی عطا سے معلوم ہے کہ کس کا عمل اللہ پاک کی بارگاہ میں قبول ہوا اور اُسے کیا اِنعام عطا ہوا۔ امیرِ اہلسنّت دامت برکاتہم العالیہ شانِ مُصْطَفٰے بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

اُمّت کے حال سے ہیں آگاہ ہر گھڑی آپ
خوابوں میں آ رہے ہیں بگڑی بنا رہے ہیں

(وسائلِ بخشش مرمم، ص۲۹۸)

اور ساتھ ہی ساتھ یہ بھی معلوم ہوا کہ جو اللہ پاک کی راہ میں صدقہ و خیرات کرتا ہے اللہ پاک اس کو ایک کا دس عطا فرماتا ہے چنانچہ قرآنِ عظیم میں ربِّ کریم کا ارشادِ مبین ہے:

مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشْرُ اَمْثَالِهَا

ترجمۂ کنزالایمان: جو ایک نیکی لائے تو اس کے لیے اس جیسی دس ہیں۔ (پ۸، سورۂ انعام)

یاد رہے! امیرُ المؤمنین حضرت سَیِّدُنا عثمانِ غنی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی سخاوت کا یہ پہلا موقع نہ تھا بلکہ آپ کا دریائے سخاوت ہر وقت جوش پر رہتا تھا اور آپ نے اپنی مبارک زندگی میں کئی مرتبہ اپنا کثیر مال راہِ خدا میں پیش کیا۔ آیئے! آپ کی سخاوت کا ایک اور دلنشین واقعہ سنئے، چنانچہ:

مہمانی کا نرالا انداز

دعوتِ اسلامی کے اشاعتی ادارے مکتبۃ المدینہ کی کتاب ''صحابۂ کرام کا عشقِ رسول'' صفحہ 53 پر ہے کہ ایک روز حضرتِ سیّدنا عثمانِ غنی رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ نے نبیِ پاک، صاحبِ لولاک صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی بارگاہ میں عرض کی: یَارَسُوْلَ اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ! اپنے دوستوں سمیت میرے گھر تشریف لایئے اور جو میسر ہو تناول فرمایئے۔ نبیِ کریم، رؤف و رحیم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے دعوت قبول فرمالی، جب آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کے ساتھ حضرت سیّدنا عثمانِ غنی رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کے گھر کی طرف روانہ ہوئے تو حضرت سَیِّدُنا عثمانِ غنی رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے پیچھے چلتے ہوئے آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے قَدَم مبارک شمار کرنے لگے، سرکارِ دوعالم، نورِ مجسم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَ سَلَّمَ نے فرمایا: عثمان! میرے قدم کیوں گِن رہے ہو؟ حضرت سیّدنا عثمانِ

غنی رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ نے عرض کی: یَارَسُوْلَ اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ میرے ماں باپ آپ پر قُربان! میں چاہتا ہوں کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی تعظیم و توقیر کی خاطر آپ کے ہر ہر قدم کے بدلے ایک ایک غلام (Slave) آزاد کروں۔ چنانچہ حضرت سیّدنا عثمانِ غنی رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کے گھر تک حُضُور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے جس قدر قدم مُبارَک لگے آپ نے اُسی قدر غلام آزاد کئے۔ (جامع المعجزات، ص ۲۵۷ ملخصاً) (صحابہ کرام کا عشقِ رسول، ص ۵۳ تا ۵۴)

مجھ کو دُنیا کی دولت نہ زر چاہیے
شاہِ کوثر کی میٹھی نظر چاہیے
رات دن عِشق میں تیرے تڑپا کروں
یا نبی ایسا سوزِ جگر چاہیے

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی مُحَمَّد

نبی کی تعظیم کا نرالا انداز

اے عاشقانِ رسول! دیکھا آپ نے! حضرت سیّدنا عثمانِ غنی رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ نے کس طرح رسولِ عظیم، نبیِ کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے عشق میں آپ کے ہر ہر قدم پر ایک ایک غلام آزاد فرمایا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عثمانِ غنی رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ کے دل میں عشقِ رسول اور محبتِ رسول کا چراغ روشن تھا، عشقِ رسول کی چاشنی اُن کی رَگ وجاں میں کس قدر سرایت کر چکی تھی کہ اِنہیں محبوب آقا، مکی مدنی مصطفیٰ، حبیبِ کبریا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی ذات سے بڑھ کر کوئی چیز عزیز نہ تھی۔

خود قرآنِ پاک میں اللہ پاک نے نبیِ پاک صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی تعظیم کا حکم دیا ہے،

چنانچہ پارہ26 سُوْرَۃُ الْفَتْح کی آیت نمبر9 میں ارشادِ باری ہے:

لِتُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ وَ تُعَزِّرُوْهُ وَ تُوَقِّرُوْهُ ؕ وَ تُسَبِّحُوْهُ بُكْرَةً وَّ اَصِیْلًا (پ۲۶، فتح:۹)

ترجمۂ کنزالایمان: تاکہ اے لوگو! تم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور رسول کی تعظیم و توقیر کرو اور صبح و شام اللہ کی پاکی بولو۔

بیان کردہ آیت کے تحت تفسیر صِرَاطُ الْجِنَان میں لکھا ہے: اس آیت سے معلوم ہوا! اللہ کریم کی بارگاہ میں حضور پُرنور صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی تعظیم اور توقیر انتہائی مطلوب اور بے انتہا اَہمیت کی حامل ہے کیونکہ یہاں اللہ پاک نے اپنی تسبیح (یعنی پاکی بیان کرنے) پر اپنے حبیب صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی تعظیم و توقیر کو مُقَدَّم فرمایا ہے اور جو لوگ ایمان لانے کے بعد آپ صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی تعظیم کرتے ہیں ان کے کامیاب اور بامُراد ہونے کا اعلان کرتے ہوئے اللہ کریم ارشاد فرماتا ہے:

فَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِهٖ وَ عَزَّرُوْهُ وَ نَصَرُوْهُ وَ اتَّبَعُوا النُّوْرَ الَّذِیْۤ اُنْزِلَ مَعَهٗۤ ۙ اُولٰٓىٕكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ۔ (پ۹، اعراف:۱۵۷)

ترجمۂ کنزُالعِرفان: تو وہ لوگ جو اس نبی پر ایمان لائیں اور اس کی تعظیم کریں اور اس کی مدد کریں اور اس نور کی پیروی کریں جو اس کے ساتھ نازل کیا گیا تو وہی لوگ فلاح پانے والے ہیں۔

(تفسیر صراط الجنان، پ۲۶، الفتح، تحت الآیۃ:۹، ۹/۳۴۷)

اس حکایت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان اُمّت کو تعظیمِ مُصْطَفٰے کے طریقے بیان کرنے والے ہیں، بلکہ قیامت تک تعظیمِ مُصْطَفٰے کے جو بھی طریقے ہوں گے اور شریعت سے نہ ٹکراتے ہوں، وہ پسندیدہ ہیں، جیسے حضرت امام مالک رَحْمَۃُ اللہ عَلَیْہ نے تعظیمِ مُصْطَفٰے کی خاطر

مدینے پاک میں جانور پر سواری نہ کی۔

امیروں والا کھانا

عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ مالدار ہونے کے باوجود سادہ زندگی گزارا کرتے تھے جیسا کہ حضرتِ سیِّدُنا شُرَحبِیل بن مسلم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عثمانِ غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ لوگوں کو امیروں والا کھانا کھلاتے اور خود گھر جا کر سرکہ اور زیتون پر گزارا کرتے۔(اَلزُّہد للامام اَحمد ص ۱۵۵ حدیث ۶۸۴)

(7)۔۔۔عثمانِ غنی کی خلافت

اے عاشقانِ صحابہ و اہلبیت! پچھلے بیان میں آپ نے سنا تھا کہ جب سیِّدُنا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے وصال کا وقت قریب آیا تو فرمایا: ”اگر میں خلیفہ نہ مقرر کروں تو بھی سنت پر عمل ہو گا اور مقرر کر دوں تو بھی سنت پر عمل ہو گا، کیونکہ رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے خلیفہ مقرر نہ فرمایا اور سیِّدُنا ابو بکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے خلیفہ مقرر فرمایا۔“ مولا علی شیر خدا کَرَّمَ اللہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم فرماتے ہیں: ”اللہ کی قسم! مجھے معلوم ہو گیا کہ آپ رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی سنت پر عمل کریں گے۔“ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ آپ نے کوئی خلیفہ مقرر نہ فرمایا بلکہ خلیفہ کے تقرر کے لیے چھ جید اور اکابر صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان پر مشتمل مجلس شوریٰ قائم فرمائی۔ جن میں حضرت سیِّدُنا عثمان بن عفان رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ، حضرت سیِّدُنا علی المرتضی شیر خدا کَرَّمَ اللہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم، حضرت سیِّدُنا طلحہ بن عبید اللہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ، حضرت سیِّدُنا زبیر بن عوام رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ، حضرت سیِّدُنا عبد الرحمن بن عوف رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ، حضرت سیِّدُنا سعد بن ابی وقاص رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ شامل تھے۔(بخاری، کتاب فضائل اصحاب النبی، باب قصۃ

بیعۃ۔۔۔الخ، ج۲، ص۵۳۳، حدیث:۳۷۰۰)

خلیفہ کیسے بنیں؟

اس مجلس شوریٰ کے ان چھ اراکین نے سیّدُنا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی تدفین کے بعد مشورہ کیا۔ حضرت سیّدُنا طلحہ بن عبید اللہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ، حضرت سیّدُنا زبیر بن عوام رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ اور حضرت سیّدُنا سعد بن ابی وقاص رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ ان تینوں نے اپنا معاملہ بقیہ تینوں صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کے سپرد کر دیا۔ سیّدُنا عبد الرحمن بن عوف رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے سیّدُنا عثمان غنی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ اور سیّدُنا علی المرتضی شیر خدا کَرَّمَ اللہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم سے عرض کیا کہ ”میں تو خلیفہ نہیں بننا چاہتا۔“ ان دونوں نے آپ کو انتخاب خلیفہ کا اختیار دے دیا۔ آپ نے دونوں افراد سے علیحدہ علیحدہ عدل وانصاف کے قیام کا حلف لیا اور پھر سیّدُنا عثمان غنی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے ہاتھ پر بیعت کرلی، یہ دیکھ کر حضرت سیّدُنا علی المرتضی شیر خدا کَرَّمَ اللہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم نے بھی ان کی بیعت کرلی۔

(بخاری، کتاب فضائل اصحاب النبی، باب قصۃ بیعۃ۔۔۔الخ، ج۲، ص۵۳۳، حدیث: ۳۷۰۰)

اور یوں ۲۴ ہجری کے ماہِ محرم الحرام میں آپ رضی اللہ عنہ امورِ خلافت سنبھالے۔ اور آپ رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں بھی اسلامی فتوحات کا دائرہ برابر وسیع ہوتا رہا۔ چنانچہ آپ رضی اللہ عنہ کے زمانۂ خلافت کے پہلے سال یعنی ۲۴ ہجری میں ”رے“ فتح ہوا، ”رے“ خراسان کا ایک شہر ہے جو آجکل ایران کا دار السلطنت ہے اور اب اسے تہران کہتے ہیں اور ۲۶ ہجری میں شہر ”سابور“ فتح ہوا۔ (تاریخ الخلفاء، عثمان بن عفان، ص۱۲۳)

بحری بیڑے کے ذریعے حملہ

حضرت امیر معاویہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ جو حضرت عمر فاروق اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے دورِ خلافت میں ملک شام کے گورنر تھے اُنہوں نے حضرت عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے کئی بار یہ درخواست پیش کی تھی کہ بحری بیڑے کے ذریعہ قبرص پر حملہ کی اجازت دی جائے مگر آپ نے اجازت نہیں دی لیکن جب حضرت امیر معاویہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کا اِصرار بہت زیادہ ہوا تو فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے حضرت عمرو بن العاص رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو لکھا کہ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سمندر اور بادبانی جہازوں کی کیفیت مفصل طریقہ سے لکھ کر مجھے روانہ کرو۔ انہوں نے لکھا کہ میں نے بادبانی جہاز کو دیکھا ہے جو ایک بڑی مخلوق ہے اور اس پر چھوٹی مخلوق سوار ہوتی ہے۔ جب وہ جہاز ٹھہر جاتا ہے تو لوگوں کے دل پھٹنے لگتے ہیں اور جب وہ چلتا ہے تو عقلمند لوگ بھی خوف زدہ ہو جاتے ہیں۔ اس میں اچھائیاں کم ہیں اور خرابیاں زیادہ ہیں۔ اس میں سفر کرنے والوں کی حیثیت کیڑے مکوڑوں جیسی ہے۔ اگر یہ سواری کسی طرف کو جھک جائے تو عموماً لوگ ڈوب جاتے ہیں اور اگر بچ جاتے ہیں تو اس حال میں ساحل تک پہنچتے ہیں کہ کانپتے رہتے ہیں۔

حضرت عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے جب حضرت عمرو بن العاص رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کا خط اس مضمون کا پڑھا تو حضرت امیر معاویہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو لکھا کہ "وَاللہِ لَا اُحَمِّلُ فِیْہِ مُسْلِماً اَبَداً "یعنی قسم ہے خدائے تعالٰی کی! میں ایسی سواری پر مسلمانوں کو کبھی سوار نہیں کر سکتا۔ اس طرح حضرت عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے دورِ خلافت میں قبرص پر مسلمانوں کا حملہ نہیں ہو سکا۔ **لیکن جب حضرت عثمانِ غنی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کا زمانہ خلافت آیا تو ان کے حکم سے ۲۷ ہجری میں جہاز کے ذریعہ حضرت امیر معاویہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے لشکر لے جا کر قبرص پر حملہ کر کے اس کو فتح کر لیا اور جزیہ لینے کی شرط منظور کر لی۔**

(تاریخ الخلفاء ،عثمان بن عفان،ص ۱۲۳)(تاریخ الطبری،ثم دخلت ثمان وعشرین،۳/۳۱۱)

دیگر فتوحات اور مالِ غنیمت

اور اسی ۲۷ھ میں جرجان اور دارِ بجرد فتح ہوئے۔ اور اسی سال جب حضرت عثمانِ غنی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے عبد اللہ بن سعد بن ابی سرح کو مصر کا گورنر بنایا تو اُنہوں نے مصر پہنچ کر حضرت عثمانِ غنی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے حکم پر افریقہ پر حملہ کیا اور اس کو فتح کر کے ساری سلطنتوں کو حکومتِ اسلامیہ میں شامل کر لیا۔ اس جنگ میں اس قدر مالِ غنیمت مسلمانوں کو حاصل ہوا کہ ہر سپاہی کو ایک ایک ہزار دینار اور بعض روایات کے مطابق تین تین ہزار دینار ملے۔ دینار ساڑھے چار ماشہ سونے کا ایک سکہ ہوتا تھا۔ **اس فتح عظیم کے بعد اسی ۲۷ھ میں اسپین یعنی ہسپانیہ بھی فتح ہو گیا اور ۲۹ھ میں حضرت عثمانِ غنی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے حکم سے اصطخر قسا اور ان کے علاوہ بعض دوسرے ممالک بھی فتح ہوئے۔**

اور ۳۰ھ میں جور، خراسان اور نیشاپور صلح کے ذریعہ فتح ہوئے۔ اسی طرح ملک ایران کے دوسرے شہر طوس، سرخس، مرو اور بیہق بھی صلح سے فتح ہوئے۔ اس قدر فتوحات سے جب بے شمار مالِ غنیمت ہر طرف سے دار الخلافت میں پہنچنے لگا تو حضرت عثمانِ غنی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو ان مالوں کی حفاظت کے لیے کئی محفوظ خزانے بنوانے پڑے اور لوگوں میں اس فراخ دلی سے مال تقسیم فرمایا کہ ایک ایک شخص کو ایک ایک لاکھ بدرے ملے جب کہ ایک بدرہ دس ہزار درہم کا ہوتا ہے۔(تاریخ الخلفاء ،عثمان بن عفان،ص ۱۲۳)

(8)---عثمانِ غنی کے تاریخی کارنامے

امیر المؤمنین، حضرت سَیِّدنا عثمانِ غنی ذُوالنّورین رضیَ اللہُ تعالٰی عنہ کے چند تاریخ ساز

کارنامے ملاحظہ فرمائیے:

☆... آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے کبھی اپنے حصے کا مالِ غنیمت نہیں لیا اور نہ ہی اس کی تمنا کی۔(مصنف ابن ابی شیبہ، ج 7، ص492، حدیث:33) بلکہ اسلام اور مسلمانوں کی خیر خواہی کے لیے جب کبھی مال کی ضرورت پڑی تو آپ پیش پیش رہے۔ بارگاہِ رسالت میں بارہا کثیر مال پیش کر کے اسلام کی مدد و نصرت کی سعادت پائی۔(الاستیعاب، ج3، ص157)

☆... آپ رضیَ اللّٰہُ تعالٰی عنہ کے دورِ خلافت کا سب سے بڑا کارنامہ جمعِ قراٰن اور تحفّظِ قراٰن ہے۔ آپ کے دورِ مبارک میں اسلام دور دراز علاقوں تک پھیل چکا تھا، مختلف قبائل اور اقوام کے اپنی طرز اور لب و لہجے میں قراٰن پڑھنے سے ایک نئی صورتحال پیدا ہو رہی تھی، حضرتِ سیّدنا عثمانِ غنی رضیَ اللّٰہُ تعالٰی عنہ نے قراٰنِ مجید کی حفاظت اور امتِ مُسلِمہ کو اِختلاف سے بچاتے ہوئے حضرتِ سیّدتُنا حفصہ رضیَ اللّٰہُ تعالٰی عنہا سے قراٰنِ مجید منگوا کر اس سے کئی نسخے تیار کروائے اور انہیں اسلامی ریاست میں پھیلا دیا۔ یوں پوری اُمّت کو قراٰنِ مجید کے ایک نسخے پر جمع فرما دیا۔(سنن کبریٰ للبیہقی، ج2، ص61، حدیث2374)

☆... جب مدینۂ مُنوّرہ میں لوگوں کی تعداد بہت زیادہ ہو گئی (اور لوگوں میں سستی بڑھ گئی) تو آپ نے جمعہ کے دن پہلی اذان کا اضافہ فرمایا۔(مصنف عبد الرزاق، ج3، ص98، حدیث5356)

☆... مؤذّنوں کا وظیفہ سب سے پہلے آپ نے جاری فرمایا۔

(مصنف عبد الرزاق، ج1، ص359، حدیث 1861)

☆... آپ کے ہی حکم سے حضرت سَیّدنا امیر معاویہ رضیَ اللّٰہُ تعالٰی عنہ کی قیادت میں بحری جنگ کا آغاز ہوا۔) (تاریخ طبری، ج4، ص260)

☆... آپ نے ہی اپنے دورِ خلافت میں منیٰ شریف میں اپنے لیے خیمہ لگوایا) (تاریخ طبری، ج

4، ص267) بعد میں حُجاجِ کرام بھی آپ کی پیروی کرتے ہوئے خیمے لگانے لگے۔

☆... آپ نے جانوروں کے تحفّظ اور انہیں ظلم وزیادتی سے بچانے کا قانون بنایا۔

(تلخیص الحبیر فی تخریج احادیث الرافعی، ج4، ص866)

☆... آپ رضیَ اللّٰہُ تعالٰی عنہُ پہلے خلیفہ ہیں جنہوں نے مسلمانوں کے وظیفوں میں سو (درہم) تک اضافہ فرمایا۔ (تاریخ طبری، ج4، ص245)

(9)...عثمانِ غنی کی کرامات

اے عاشقانِ رسول! ہم اَمیرُ المؤمنین حَضرتِ سَیِّدُنا عثمانِ غنی رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ کی سیرت و کردار سے متعلق سُن رہے تھے، آپ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ کی ذاتِ مبارکہ سے وقتاً فوقتاً ایسی کئی کرامتوں کا ظہور ہوا جنہیں سُن کر عقلیں دنگ رہ جاتی ہیں، آیئے ہم بھی چند کرامت سنتے ہیں:

دلوں کے حالات

ایک دفعہ ایک شخص نے راستے میں کسی عورت کو غَلَط نگاہوں سے دیکھا، پھر جب وہ اَمِیرُ الْمُؤمِنِین حضرت سیِّدُ نا عثمانِ غَنی رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ کی خدمتِ باعَظَمت میں حاضِر ہوا تو حضرتِ اَمِیرُالْمُؤمنین رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ نے نہایت ہی پُر جَلال لہجے میں فرمایا: تم لوگ ایسی حالت میں میرے سامنے آتے ہو کہ تمہاری آنکھوں میں بدکاری کے اَثرات ہوتے ہیں! اُس شخص نے کہا: کیا رَسُولُ اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے بعد اب آپ پر وَحی اُترنے لگی ہے؟ آپ کو یہ کیسے معلوم ہو گیا کہ میری آنکھوں میں بدکاری کے اثرات ہیں؟ ارشاد فرمایا: ”مجھ پر وحی تو نازِل نہیں ہوتی لیکن میں نے جو کچھ کہا بالکل سچی بات ہے۔ ربِّ کریم نے مجھے ایسی فِراست (یعنی نورانی بصیرت) عنایت فرمائی ہے، جس سے میں لوگوں کے دِلوں کے حالات وخیالات جان لیتا ہوں۔

(طبقات الشافعیہ الکبریٰ للسبکی، ۲/۳۲۷ ملخصاً)

ہائے! میرے لیے جہنم ہے

حضرت ابو قلابہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کا بیان ہے کہ میں ملکِ شام کی سرزمین میں تھا تو میں نے ایک شخص کو بار بار یہ صدا لگاتے ہوئے سنا۔ ”ہائے افسوس! میرے لیے جہنم ہے۔“ میں اُٹھ کر اس کے پاس گیا تو یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ اس شخص کے دونوں ہاتھ اور پاؤں کٹے ہوئے ہیں اور وہ دونوں آنکھوں سے اندھا ہے اور اپنے چہرے کے بل زمین پر اوندھا پڑا ہوا بار بار لگاتار یہی کہہ رہا ہے کہ **”ہائے افسوس! میرے لیے جہنم ہے۔“** یہ منظر دیکھ کر مجھ سے رہا نہ گیا اور میں نے اس سے پوچھا کہ اے شخص تیرا کیا حال ہے...؟ اور کیوں اور کس بنا پر تجھے اپنے جہنمی ہونے کا یقین ہے...؟

یہ سن کر اس نے یہ کہا کہ اے شخص! میرا حال نہ پوچھ میں ان بدنصیب لوگوں میں سے ہوں جو امیر المؤمنین حضرت عثمانِ غنی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو قتل کرنے کے لیے ان کے مکان میں گھس پڑے تھے۔ میں جب تلوار لے کر ان کے قریب پہنچا تو ان کی بیوی صاحبہ نے مجھے ڈانٹ کر شور مچانا شروع کیا تو میں نے ان کی بیوی صاحبہ کو ایک تھپڑ مار دیا۔ یہ دیکھ کر امیر المؤمنین حضرت عثمانِ غنی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے یہ دُعا مانگی کہ ”اللہ تعالیٰ تیرے دونوں ہاتھوں اور پاؤں کو کاٹ ڈالے اور تیری دونوں آنکھوں کو اندھی کر دے اور تجھ کو جہنم میں جھونک دے۔ اے شخص! میں امیر المؤمنین کے پُر جلال چہرے کو دیکھ کر اور ان کی اس قاہرانہ دُعا کو سن کر کانپ اُٹھا اور میرے بدن کا ایک ایک رونگٹا کھڑا ہو گیا اور میں خوف و دہشت سے کانپتے ہوئے وہاں سے بھاگ نکلا۔ امیر المؤمنین کی چار دُعاؤں میں سے تین دُعاؤں کی زد میں تو میں آچکا ہوں۔ تم دیکھ رہے ہو

کہ میرے دونوں ہاتھ اور پاؤں کٹ چکے اور دونوں آنکھیں اندھی ہو چکیں۔ اب صرف چوتھی دُعا یعنی میرا جہنم میں داخل ہونا باقی رہ گیا ہے اور مجھے یقین ہے کہ یہ معاملہ بھی یقیناً ہو کر رہے گا، چنانچہ اب میں اسی کا انتظار کر رہا ہوں اور اپنے جرم کو بار بار یاد کر کے نادم و شرمسار ہو رہا ہوں اور اپنے جہنمی ہونے کا اقرار کرتا ہوں۔

(ازالۃ الخفاء عن خلافۃ الخلفاء، مقصد دوم، اما مأثر امیر المؤمنین عثمان بن عفان، ۴/ ۳۱۵)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیب! صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی مُحَمَّد

اپنے دَفن کی خبر دیدی!

حضرتِ سیِّدُنا امام مالِک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ امیرُ المؤمنین حضرت سیِّدُنا عثمانِ غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک مرتبہ مدینۂ منورہ کے قبرستان ''جنَّتُ البقیع'' کے اُس حصّے میں تشریف لے گئے جو ''**حَشِّ کوکب**'' کہلاتا تھا، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وہاں ایک جگہ پر کھڑے ہو کر فرمایا: ''عنقریب یہاں ایک شخص دفن کیا جائے گا۔'' چُنانچِہ اس کے تھوڑے ہی عرصے بعد آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت ہو گئی اور باغیوں نے جنازۂ مبارَکہ کے ساتھ اس قدَر اُودھم بازی کی کہ نہ روضۂ منوَّرہ کے قریب دَفن کیا جا سکا نہ جنَّتُ البقیع کے اُس حصّے میں مدفون کئے جا سکے جو صَحابۂ کِبار (یعنی بڑے صحابۂ کرام عَلَیہِمُ الرِّضْوَان) کا قبرستان تھا بلکہ سب سے دُور الگ تھلگ ''**حَشِّ کوکب**'' میں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سپردِ خاک کئے گئے جہاں کوئی سوچ بھی نہیں سکتا تھا کیونکہ اُس وقت تک وہاں کوئی قبر ہی نہ تھی۔

(کراماتِ صحابہ ص۹۶، الرِّیاضُ النَّضرۃ، ج۳ص۱۴۱ وغیرہ)

(10)---عثمانِ غنی کا وصال

حضرت سیّدُنا امام حافظ ابو نعیم احمد بن عبد اللہ اَصْفَہانی قُدِّسَ سِرُّہُ النُّورَانِی فرماتے ہیں: ''امیر المؤمنین حضرت سیّدُنا عثمان غنی رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہ کو مصائب و آزمائش کے آنے اور ان پر شکوہ و شکایت اور بے صبری سے بچنے کی بشارت پہلے ہی دے دی گئی تھی اس لیے آپ رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہ ان حالات میں صبر کر کے بے صبری سے محفوظ رہے اور شکر کر کے آزمائش میں بھی اطاعت کرتے رہے۔ ''کہا گیا ہے کہ ''تصوُّف آزمائش کی سختی میں صبر کر کے اللہ سے مُناجات کی حلاوت حاصل کرنے کا نام ہے۔''(اللہ والوں کی باتیں، جلد اول، ص ۱۳۳)

حضرت سیّدُنا ابو موسیٰ اشعری رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں کہ میں مدینۂ منورہ زَادَھَا اللہ شَرَفًا وَّ تَعْظِیْمًا کے ایک باغ میں حضور نبیِّ اَکرم ،نُورِ مُجَسَّم، رسولِ محتشم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے ساتھ تھا کہ ایک شخص آیا اس نے دروازہ کھلوایا۔ آپ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اس کے لیے دروازہ کھول دو اور اس مصیبت پر جو اس شخص کو پہنچے گی جنت کی خوشخبری دو۔ ''حضرت سیّدُنا ابو موسیٰ اشعری رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں میں نے دروازہ کھولا تو وہ امیر المؤمنین حضرت سیّدُنا عثمانِ غنی رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہ تھے۔ ''میں نے حضور صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے فرمان کی انہیں خبر دی تو انہوں نے فرمایا: ''اللہ مدد گار ہے۔''

(صحیح البخاری، کتاب فضائل اصحاب النبی، باب مناقب عمر بن الخطاب، الحدیث:۳۶۹۳، ص ۳۰۰)

حضرتِ عثمان غنی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کا دورِ خلافت کل بارہ سال رہا۔ شروع کے چھ برسوں میں لوگوں کو آپ سے کوئی شکایت نہیں ہوئی۔ بلکہ اِن برسوں میں وہ حضرت عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے بھی زیادہ لوگوں میں مقبول و محبوب رہے اس لیے کہ حضرت عمر رَضِیَ اللہُ

تَعَالٰی عَنْہ کے مزاج میں کچھ سختی تھی۔ اور حضرت عثمانِ غنی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ میں سختی کا وجود نہ تھا۔ آپ بہت بامروت تھے۔ لیکن آخری چھ برسوں میں بعض گورنروں کے سبب لوگوں کو آپ سے شکایت ہوگئی۔ آپ نے عبداللہ بن ابی سرح کو مصر کا گورنر مقرر کیا۔ ابھی عبداللہ کے تقرر کو صرف دو سال گزرے تھے کہ مصر کے لوگوں کو ان سے شکایتیں پیدا ہوگئیں۔ انہوں نے حضرت عثمانِ غنی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے داد رسی چاہی آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے بذریعہ تحریر عبداللہ کو سخت تنبیہ فرمائی اور تاکید کی کہ خبردار! آئندہ تمہاری شکایت میرے پاس نہ پہنچے۔ مگر عبداللہ نے آپ کے خط کی کچھ پروانہ کی بلکہ مصر کے جو لوگ دارالخلافہ مدینہ شریف میں شکایت لے کر آئے تھے ان کو قتل کر دیا۔ اس سے مصر کی حالت اور زیادہ خراب ہوگئی یہاں تک کہ وہاں سے سات سو افراد مدینہ شریف آئے اور حضرت عثمان غنی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے عبداللہ کی زیادتیاں بیان کیں اور دوسرے صحابہ کرام سے بھی شکایتیں کیں تو بعض صحابہ کرام نے حضرت عثمان غنی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے سخت کلامی کی اور اُم المؤمنین حضرت عائشہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہا نے آپ کے پاس کہلا بھیجا کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے صحابہ آپ کے پاس آئے ہیں اور عبداللہ بن ابی سرح جس پر قتل کا الزام ہے اس کی معزولی اور برطرفی کا آپ سے مطالبہ کرتے ہیں مگر آپ ان کی باتوں پر توجہ نہیں دیتے۔ آپ کو چاہیے کہ ایسے شخص کو مناسب سزا دیں۔

اور حضرت علی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ تشریف لائے انہوں نے بھی حضرت عثمانِ غنی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے کہا کہ یہ لوگ قتلِ ناحق کے سبب مصر کے گورنر کی معزولی چاہتے

ہیں۔ آپ اس معاملہ میں انصاف کیجئے اور عبداللہ بن ابی سرح کی جگہ پر کسی دوسرے کو گورنر مقرر کر دیجئے۔

آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے مصر کے لوگوں سے فرمایا کہ "اِخْتَارُوْا رَجُلاً اُوَلِّیہ عَلَیْکُم مَکَانَہ "یعنی آپ لوگ خود ہی کسی کو گورنر چن لیجئے میں عبداللہ بن ابی سرح کو معزول کر کے آپ لوگوں کے چنے ہوئے گورنر کو مقرر کر دوں گا۔ ان لوگوں نے حضرت ابو بکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے فرزند یعنی محمد بن ابو بکر کو منتخب کیا۔ امیر المؤمنین حضرت عثمانِ غنی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ان لوگوں کے انتخاب کو منظور فرمالیا اور حضرت محمد بن ابو بکر کے لیے پروانۂ تقرری اور عبداللہ بن ابی سرح کے بارے میں معزولی کی تحریر لکھ دی۔ محمد بن ابو بکر مصر سے آئے ہوئے سات سو افراد اور کچھ انصار و مہاجرین کے ساتھ مصر کے لیے روانہ ہوئے۔

مدینۂ منوّرہ سے ابھی یہ قافلہ تیسری ہی منزل پر تھا کہ ان کو ایک حبشی غلام سانڈنی پر بیٹھا ہوا نہایت تیزی کے ساتھ مصر کی طرف جاتا ہوا نظر آیا اس کے رنگ ڈھنگ اور اس کی تیز رفتاری سے معلوم ہوتا تھا کہ یہ غلام یا تو اپنے مالک سے بھاگا ہوا ہے یا تو کسی کا قاصد ہے۔ قافلہ والوں نے اسے بڑھ کر پکڑ لیا اور پوچھا کہ تو کون ہے ؟ تو کہیں سے بھاگا ہے یا تجھے کسی کی تلاش ہے ؟ اس نے کہا کہ میں امیر المؤمنین حضرت عثمانِ غنی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کا غلام ہوں پھر کہا کہ میں مروان کا غلام ہوں۔ ایک شخص نے اسے پہچان لیا اور بتایا کہ یہ امیر المؤمنین ہی کا غلام ہے۔ حضرت محمد بن ابو بکر نے اس سے دریافت فرمایا کہ تمہیں کہاں بھیجا گیا ہے ؟ اس نے کہا: مجھے مصر کے گورنر عبداللہ بن ابی سرح کے پاس بھیجا گیا ہے۔ اس کی تلاشی لی گئی تو اس

کے خشک مشکیزہ سے ایک خط نکلا جو امیر المؤمنین حضرت عثمانِ غنی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی طرف سے عاملِ مصر عبداللہ بن ابی سرح کے نام تھا۔ محمد بن ابو بکر نے سب لوگوں کو جمع کیا اور ان کے سامنے خط کھولا جس میں لکھا ہوا تھا: "اِذَا اَتَاكَ مُحَمَّدٌ وَ فُلَانٌ وَفُلَانٌ فَاحْتَلْ فِی قَتْلِهِمْ وَاَبْطِلْ كِتَابَه وَقَرَّ عَلٰی عَمَلِكَ حَتّٰی یَاتِیَكَ رَاِئ "یعنی جب محمد بن ابو بکر اور فلاں و فلاں تمہارے پاس پہنچیں تو ان کو کسی حیلے سے قتل کر دو۔ خط کو کالعدم قرار دو اور جب تک کہ میرا دوسرا حکم نامہ پہنچے اپنے عہدے پر بر قرار رہو۔

اس خط کو پڑھ کر قافلہ والے سب لوگ دنگ رہ گئے۔ محمد بن ابو بکر نے اس خط پر ساتھ کے چند ذمہ دار لوگوں کی مہریں لگوادیں اور اسے ایک شخص کی ذمہ داری میں دے دیا۔ اور سب لوگ وہیں سے مدینۂ منورہ کو واپس ہو گئے۔ جب وہاں پہنچے تو حضرت علی۔ حضرت طلحہ، حضرت زبیر، حضرت سعد اور دیگر صحابۂ کرام رِضْوَانُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْن کو اکٹھا کر کے ان کے سامنے خط کھول کر سب کو پڑھوایا اور اس حبشی غلام کا سارا واقعہ سنایا۔ اس پر سب لوگ بہت سخت بر ہم ہوئے اور تمام صحابہ کرام رِضْوَانُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْن غیظ و غضب میں بھرے ہوئے اپنے اپنے گھروں کو واپس ہو گئے۔ مگر محمد بن ابو بکر نے اپنے قبیلہ بنو تمیم اور مصریوں کے ساتھ حضرت عثمانِ غنی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے گھر کو گھیر لیا۔ حضرت علی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے جب یہ صورتِ حال دیکھی تو حضرت طلحہ، حضرت زبیر، حضرت سعد، حضرت عمار اور دیگر اکابر صحابۂ کرام رِضْوَانُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْن کے ساتھ امیر المؤمنین حضرت عثمانِ غنی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے مکان پر تشریف لے گئے۔ ان کے ساتھ وہ خط، غلام اور اونٹنی بھی تھی

جو راستے میں پکڑی گئی تھی۔ حضرت علی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے حضرت عثمانِ غنی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے دریافت فرمایا کہ یہ غلام آپ کا ہے؟ انہوں نے جواب میں فرمایا: ہاں یہ غلام میرا ہے۔

پھر انہوں نے پوچھا: یہ اُونٹنی بھی آپ ہی کی ہے؟ انہوں نے جواب میں فرمایا: ہاں! اونٹنی بھی ہماری ہے۔ پھر حضرت علی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے وہ خط پیش فرمایا اور پوچھا: کیا یہ خط آپ نے لکھا ہے؟

انہوں نے فرمایا: نہیں اور خدائے تعالٰی کی قسم کھا کے کہا کہ نہ میں نے اس خط کو لکھا ہے ۔نہ کسی کو لکھنے کا حکم دیا ہے اور نہ مجھے اس کے بارے میں کوئی علم ہے۔

حضرت علی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے فرمایا: بڑے تعجب کی بات ہے کہ اونٹنی آپ کی اور خط پر مہر بھی آپ کی جسے آپ ہی کا غلام یہاں سے لے کر جارہا تھا۔ مگر آپ کو کوئی علم نہیں۔ تو پھر حضرت عثمانِ غنی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اللہ تعالٰی کی قسم کھا کے فرمایا کہ نہ میں نے اس خط کو لکھا ہے۔ نہ کسی سے لکھوایا ہے اور نہ میں نے غلام کو یہ خط دے کر مصر کی طرف روانہ کیا ہے۔

حضرت عثمانِ غنی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے قسم کھا کر اپنی بر اَت ظاہر فرمائی تو ہر شخص کو یقین ہو گیا کہ ان کا دامن اس جرم سے پاک ہے۔ لوگوں نے تحریر کو بغور دیکھا تو یہ خیال قائم کیا کہ تحریر مروان کی ہے اور ساری شرارت اسی کی ذات سے ہے۔ مروان اس وقت امیر المؤمنین رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے مکان میں موجود تھا۔ لوگوں نے ان سے کہا کہ آپ اسے ہمارے حوالے کر دیجئے۔ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے انکار کر دیا۔ اس لیے کہ وہ لوگ غیظ و غضب میں بھرے ہوئے تھے مروان کو سزا دیتے اور اسے قتل کر دیتے حالانکہ تحریر سے

یقینِ کامل نہیں ہوتا اس لیے کہ "اَلْخَطُّ یَشْبَہُ الْخَطَّ" (فتح الباری، کتاب الاحکام، باب ۱۵، ۱۴/ ۱۲۵) یعنی ایک تحریر دوسری تحریر کے مشابہ ہوتی ہے۔ تو انہیں مروان کی تحریر ہونے کا صرف شبہ تھا اور شبہ کا فائدہ ہمیشہ ملزم کو پہنچتا ہے۔ اس لیے حضرت عثمانِ غنی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے مروان کو ان کے سپرد نہیں کیا علاوہ اس کے سپرد کرنے میں بہت بڑے فتنہ کا اندیشہ بھی تھا۔

بہر حال حضرت عثمانِ غنی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے مروان کو لوگوں کے حوالے کرنے سے انکار کر دیا تو صحابہ کرام رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْھم ان کے یہاں سے اُٹھ کر چلے گئے اور آپس میں یہ کہہ رہے تھے کہ حضرت عثمان کبھی جھوٹی قسم نہیں کھاسکتے مگر کچھ لوگ یہ بھی کہہ رہے تھے کہ وہ شک سے بری نہیں ہوسکتے جب تک کہ مروان کو ہمارے سپرد نہ کر دیں اور ہم اس سے تحقیق نہ کرلیں اور یہ معلوم نہ ہو جائے کہ رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے صحابیوں کو قتل کرنے کا حکم کیوں دیا گیا۔ اگر یہ بات ثابت ہوگئی کہ خط انہوں نے ہی لکھا ہے تو ہم انہیں خلافت سے الگ کر دیں گے اور اگر یہ بات پایہ ثبوت کو پہنچی کہ حضرت عثمانِ غنی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی طرف سے مروان نے خط لکھا ہے تو ہم اسے سزا دیں گے۔

(تاریخ مدینہ دمشق، عثمان بن عفان، ج ۳۹/ ۴۱۶)

محاصرہ میں سختی

جب اکابر اصحاب اپنے اپنے گھر چلے گئے تو بلوائیوں نے محاصرہ میں اور سختی پیدا کر دی یہاں تک کہ ان پر پانی کو بند کر دیا۔ حضرت عثمانِ غنی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اُوپر سے جھانک کر مجمع سے دریافت فرمایا: کیا تم میں علی ہیں؟ لوگوں نے کہا: نہیں۔ پھر آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے پوچھا: کیا تم میں سعد موجود ہیں؟ جواب دیا گیا کہ سعد بھی موجود نہیں ہیں۔ یہ جواب سن کر

آپ تھوڑی دیر خاموش رہے اس کے بعد فرمایا: کوئی شخص علی کو یہ خبر پہنچادے کہ وہ ہمارے لیے پانی مہیا کر دیں۔ جب حضرت علی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو یہ خبر پہنچ گئی تو انہوں نے آپ کے لیے پانی سے بھرے ہوئے تین مشکیزے بھجوا دیئے۔ مگر وہ پانی بمشکل تمام آپ تک پہنچا کہ اس کے سبب بنی ہاشم اور بنی امیہ کے کئی غلام زخمی ہو گئے۔

اس واقعہ سے حضرت علی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ **کو اس بات کا اندازہ ہوا کہ لوگ حضرت عثمان غنی** رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ **کو قتل کرنا چاہتے ہیں تو آپ نے اپنے دونوں صاحبزادگان یعنی حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین** رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہما **سے فرمایا کہ تم دونوں اپنی اپنی تلواریں لے کر حضرت عثمانِ غنی** رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ **کے دروازہ پر جاؤ پہرے داروں کی طرح ہوشیار کھڑے رہو اور خبردار کسی بھی بلوائی کو اندر ہر گز نہ جانے دو۔ اسی طرح حضرت طلحہ حضرت زبیر اور دیگر اکابر صحابہ** رِضْوَانُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْن **نے اپنے اپنے صاحبزادگان کو امیر المؤمنین کے دروازہ پر بھیج دیا جو برابر نہایت مستعدی کے ساتھ ان کی حفاظت کرتے رہے۔** (تاریخ مدینہ دمشق، عثمان بن عفان، ۳۹/۴۱۷)

جان دینا قبول ہے، پر خون ریزی نہیں

حضرت شاہ عبد العزیز صاحب محدث دہلوی علیہ الرحمۃ والرضوان تحریر فرماتے ہیں کہ جب بلوائیوں نے محاصرہ سخت کر دیا تو حضرت عبداللہ بن عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہما چند مہاجرین کے ساتھ حضرت عثمانِ غنی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے دولت خانہ پر تشریف لائے اور ان سے کہنے لگے کہ یہ جس قدر بلوائی آپ پر چڑھ آئے ہیں یہ وہی ہیں جو ہماری تلواروں سے

مسلمان ہوئے ہیں اور اب بھی ڈر کے مارے کپڑے ہی میں پاخانہ کیے دیتے ہیں۔ یہ سب شیخیاں اور اونچی اونچی اڑانیں اس سبب سے ہیں کہ کلمہ پڑھتے ہیں اور آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کلمہ کی حرمت کا پاس ولحاظ کرتے ہیں۔ اگر آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ حکم دیں تو ہم ان کو ان کی حقیقت معلوم کرادیں اور ان کی بھولی ہوئی بات پھر ان کو یاد دلادیں۔

حضرت عثمانِ غنی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے فرمایا: خدا کی قسم! ایسی بات نہ کہو صرف میری جان کی خاطر اسلام میں ہرگز پھوٹ نہ پیدا کرو۔

پھر آپ کے سارے غلام جو ایک فوج کے برابر تھے۔ اسباب و ہتھیار سے تیار ہو کر آپ کے سامنے آئے اور بڑی بے چینی و بے قراری کے ساتھ آپ سے کہنے لگے کہ ہم وہی تو ہیں جن کی تلواروں کی تاب خراسان سے افریقہ تک کوئی نہ لاسکا۔ اگر آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ اجازت فرمائیں تو ہم مغروروں کو اِن کے کام کا تماشا دکھادیں۔ گفتگو اور بات چیت سے ان کی درستگی نہیں ہوسکتی۔ وہ لوگ جانتے ہیں کہ کلمہ کی حرمت کے سبب ہمیں کوئی نہیں چھیڑے گا۔ اسی لیے وہ راہِ راست پر نہیں آتے اور آپ کی نیز دیگر صحابہ کرام کی باتوں کو ذرہ برابر اہمیت نہیں دیتے لہذا ہمیں آپ ان سے لڑنے کی اجازت دیجئے۔

حضرت عثمانِ غنی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے غلاموں سے فرمایا کہ اگر تم لوگ میری رضا وخوشنودی چاہتے ہو اور میری نعمت کا حق ادا کرنا چاہتے ہو تو ہتھیار کھول دو اور اپنی اپنی جگہوں پر جاکر بیٹھو اور سن لو کہ تم لوگوں میں سے جو غلام بھی ہتھیار کھول دے اس کو میں نے آزاد کر دیا۔ ”وَاللّٰہِ لَاَنْ اُقْتَلَ قَبْلَ الدِّمَاءِ اَحَبُّ اِلَیَّ مِنْ اَنْ اُقْتَلَ بَعْدَ الدِّمَآءِ “**یعنی اللہ کی قسم! خونریزی سے پہلے میرا قتل ہوجانا مجھے زیادہ محبوب ہے اس سے کہ میں خونریزی کے بعد قتل کیا جاؤں۔**

مطلب یہ ہے کہ میری شہادت لکھ دی گئی ہے اور اللہ **کے رسول، پیارے مصطفی** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم **نے اس کی بشارت مجھ کو دے دی ہے۔ اگر تم لوگوں نے بلوائیوں سے جنگ بھی کی تو بھی میں ضرور قتل کر دیا جاؤں گا لہٰذا ان سے لڑنے میں کوئی فائدہ نہیں ہے۔**

(تحفۂ اثنا عشریۃ، مطاعن عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ، طعن دھم، ص ۳۲۷)

بلوائیوں کا آپ کو شہید کر دینا

محمد بن ابو بکر نے جب دیکھا کہ دروازہ پر ایسا سخت پہرہ ہے کہ اندر پہنچنا بہت مشکل ہے تو انہوں نے حضرت عثمانِ غنی پر تیر چلانا شروع کیا جس میں سے ایک تیر حضرت امام حسن رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو لگ گیا اور آپ زخمی ہو گئے۔ ایک تیر مروان کو بھی لگا۔ محمد بن طلحہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ بھی زخمی ہو گئے اور ایک تیر سے حضرت علی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے غلام قنبر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ بھی زخمی ہو گئے۔

محمد بن ابو بکر نے جب ان لوگوں کو زخمی دیکھا تو ان کو خوف لاحق ہوا کہ بنی ہاشم اگر حضرت حسن رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ اور دوسرے لوگوں کو زخمی دیکھ لیں گے تو وہ بگڑ جائیں گے اس طرح ایک نئی مصیبت پیدا ہو جائے گی۔ لہٰذا انہوں نے دو آدمیوں کے ہاتھ پکڑ کر ان سے کہا کہ اگر بنی ہاشم اس وقت آ گئے اور انہوں نے حضرت حسن رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو زخمی حالت میں دیکھ لیا تو وہ ہم سے اُلجھ پڑیں گے اور ہمارا سارا منصوبہ خاک میں مل جائے گا۔ لہٰذا ہمارے ساتھ چلو ہم پڑوس کے مکان میں پہنچ کر حضرت عثمان کے گھر میں کود پڑیں گے اور انہیں قتل کر دیں گے۔ اس گفتگو کے بعد محمد بن ابو بکر اپنے دو ساتھیوں کے ہمراہ ایک انصاری کے مکان میں گھس گئے اور چھت سے ہو کر حضرت عثمان غنی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے مکان میں پہنچ گئے۔

ان لوگوں کے پہنچنے کی دوسرے لوگوں کو خبر نہ ہوئی اس لیے کہ جو لوگ گھر پر موجود تھے وہ چھت پر تھے۔ نیچے امیر المؤمنین کے پاس صرف ان کی اہلیہ محترمہ حضرت نائلہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہا بیٹھی ہوئی تھیں۔ سب سے پہلے محمد بن ابو بکر نے حضرت عثمانِ غنی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے پاس پہنچ کر ان کی داڑھی پکڑ لی تو امیر المؤمنین نے ان سے فرمایا: اگر تمہارے باپ حضرت ابو بکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ تجھے میرے ساتھ ایسی گستاخی کرتے ہوئے دیکھتے تو وہ کیا کہتے ۔ اس بات کو سن کر محمد بن ابو بکر نے ان کی داڑھی چھوڑ دی لیکن اسی درمیان میں ان کے دونوں ساتھی آگئے جو امیر المؤمنین پر جھپٹ پڑے اور ان کو نہایت بے دردی کے ساتھ شہید کر دیا۔

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن

جب حضرت عثمانِ غنی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ پر حملہ ہوا اور دشمن ان کو شہید کر رہے تھے اس وقت آپ کی اہلیہ محترمہ حضرت نائلہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہا بہت چیخی چلائیں لیکن بلوائیوں نے چونکہ بڑا شور و غوغا کر رکھا تھا اس لیے آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہا کی چیخ و پکار کو کسی نے نہیں سنا۔ **آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی شہادت کے بعد وہ کوٹھے پر گئیں اور لوگوں کو بتایا کہ امیر المؤمنین شہید کر دیئے گئے۔ لوگوں نے نیچے اُتر کر دیکھا تو حضرت عثمان غنی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کا پورا جسم خون آلود تھا اور ان کی روح پرواز کر چکی تھی۔**

(تاریخ مدینہ دمشق، عثمان بن عفان، ۳۹/۴۱۸)

بعض روایتوں میں ہے کہ شہادت کے وقت حضرت عثمانِ غنی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ قرآن مجید کی تلاوت فرمارہے تھے جب تلوار لگی تو آیتِ کریمہ فَسَیَکْفِیْکَھُمُ اللّٰہُ۔ پر خون کے چند قطرات پڑے۔(الدر المنثور، سورۃ البقرۃ، تحت الایۃ ۱۳۷، ۱/ ۳۴۰)

اور آپ کی بیوی صاحبہ حضرت نائلہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہا نے تلوار کے وار کو جب اپنے ہاتھوں سے روکا تو ان کی انگلیاں کٹ گئیں۔(تاریخ مدینہ دمشق، عثمان بن عفان، ۳۹/ ۴۰۷)

حضرت علی کی برہمی

جب حضرت علی، حضرت طلحہ، حضرت زبیر، حضرت سعد اور دیگر صحابہ و اہلِ مدینہ رِضْوَانُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْن کو آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی شہادت کی خبر ملی تو سب کے ہوش اُڑ گئے۔ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے مکان پر آئے آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو شہید دیکھ کر سب نے "اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیہِ رَاجِعُوْن" پڑھا اور حضرت علی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو اس صورت حال سے اتنا غصہ پیدا ہوا کہ حضرت امام حسن رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو ایک طمانچہ اور حضرت امام حسین رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے سینے پر ایک گھونسا مارا اور فرمایا: "کَیْفَ قُتِلَ اَمِیْرُالمؤمنین وَاَنْتُمَا عَلَی الْبَابِ" یعنی جب کہ تم دونوں دروازے پر موجود تھے تو امیر المؤمنین کیسے شہید کر دیئے گئے۔ پھر آپ نے حضرت طلحہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے صاحبزادے محمد رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ اور حضرت زبیر کے صاحبزادے عبداللہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو بھی سخت سست اور بُرا بھلا کہا۔

جب حضرت علی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو معلوم ہوا کہ قاتل دروازے سے نہیں داخل ہوئے تھے بلکہ پڑوس کے مکان سے کود کر آئے تھے تو آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے حضرت عثمانِ

غنی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی اہلیہ محترمہ سے دریافت فرمایا کہ امیر المؤمنین رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو کس نے شہید کیا۔ انہوں نے کہا کہ میں ان لوگوں کو تو نہیں جانتی جنہوں نے امیر المؤمنین رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو شہید کیا۔ البتہ ان کے ساتھ محمد بن ابو بکر تھے جنہوں نے امیر المؤمنین کی داڑھی بھی پکڑی تھی۔

حضرت علی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے محمد بن ابو بکر کو بلا کر قتل کے بارے میں ان سے دریافت فرمایا تو انہوں نے کہا کہ حضرت نائلہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہا سچ کہتی ہیں۔ بے شک میں گھر کے اندر ضرور داخل ہوا تھا اور قتل کا ارادہ بھی کیا تھا لیکن جب انہوں نے میرے باپ حضرت ابو بکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کا تذکرہ کیا تو میں ان کو چھوڑ کر ہٹ گیا۔ **میں اپنے اس فعل پر نادم و شرمندہ ہوں اور** اللہ تعالٰی **سے توبہ و استغفار کرتا ہوں۔ خدا کی قسم! میں نے ان کو قتل نہیں کیا ہے۔**(تاریخ مدینہ دمشق،عثمان بن عفان،۳۹/۴۱۹)

قاتل کون تھا

ابنِ عساکر رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے کنانہ وغیرہ سے روایت کی ہے کہ حضرت عثمانِ غنی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو جس نے شہید کیا وہ مصر کا رہنے والا تھا۔ اس کی آنکھیں نیلی تھیں اور اس کا نام **"حمار"** تھا۔(تاریخ مدینہ دمشق،عثمان بن عفان،۳۹/۴۰۸)

اور بعض مؤرخین نے لکھا ہے کہ آپ کے قاتل کا نام **"اَسود"** تھا۔

(الریاض النضرۃ، الفصل الحادی عشر، ذکر من قتلہ، ۲/ ۷۲)

بہت ممکن ہے کہ محمد بن ابو بکر کے ساتھ دو بلوائی جو کہ آپ کے مکان میں کود ے تھے، اس میں سے ایک کا نام **"حمار"** اور دوسرے کا نام **"اسود"** رہا ہو۔ واللہ تعالٰی اعلم

شہادت کی تاریخ

حضرتِ عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ بارہ سال خلافت فرما کر 18 ذوالحجۃ الحرام سن 35 ہجری میں بروز جمعہ روزے کی حالت میں تقریباً 82 سال کی عمر مبارک پاکر نہایت مظلومیت کے ساتھ شہید کئے گئے۔ شہادت کے بعد حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کو خواب میں فرماتے سنا: بے شک عثمان کو جنَّت میں عالیشان دولہا بنایا گیا ہے۔ (ریاض النضرۃ، 3/73، 76)

اللہ پاک کی ان سب پر رَحمت ہو اور اُن کے صَدقے ہماری بے حساب مغفِرت ہو۔ آمین بِجاہِ النّبیِّ الْاَمین صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم۔

آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے **جنازہ کی نماز** حضرت زبیر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے پڑھائی اور آپ حشِ کوکب کے مقام پر **جنت البقیع** میں دفن کیے گئے۔

(الریاض النضرۃ، الفصل الحادی عشر، ذکر تاریخ مقتلہ، ۲/۷۳)

مصنف کی کتابوں کا تعارف

مصنف کی اردو کتابیں

ش	کتاب کا نام	زبان	صفحات
1	دینِ اسلام کی خوبیاں	اردو	80
2	اسرار الایمان فی حقائق الارکان	اردو	423
3	میری سنت میری امت	اردو	231
4	کیا حال ہے؟	اردو	220
5	موت کے وقت	اردو	282
6	عقائد کی حکمتیں	اردو	153
7	پانچ نمازوں کی حکمت	اردو	152
8	سب سے پہلے سب سے آخر	اردو	276
9	قصور کس کا؟	اردو	64
10	نصاب مسائلِ نماز	اردو	80
11	آسان فرض علوم	اردو	696
12	آسان خطباتِ محرم	اردو	720
13	اعلیٰ حضرت کا چرچا رہے گا	اردو	32
14	عیدِ میلاد النبی ﷺ کیوں اور کیسے؟	اردو	165

15	محمد اور احمد کے راز	اردو	160
16	مدینہ جانا کیوں ضروری ہے؟	اردو	276
17	چاند کی گواہی	اردو	64
18	قربانی کی تاریخ اور حکمتیں	اردو	112
19	آنکھوں کا تارا نامِ محمد ﷺ	اردو	176
20	شعبان اور شبِ براءت	اردو	50
21	قرآنی سورتوں کے مضامین	اردو	435
22	خطباتِ شفیقی جلد اول	اردو	477
23	خطباتِ مصطفائی و شفیقی جلد اول	اردو	464
24	خطباتِ مصطفائی و شفیقی جلد دوم	اردو	382
25	خطباتِ مصطفائی و شفیقی جلد سوم	اردو	382
26	تدریس کے 26 طریقے	اردو	400
27	رفیق التدریس	اردو	376
28	تاریخ ساز شخصیت بننے کے فارمولے	اردو	135
29	فیضانِ قرآن کورس	اردو	256
30	فیضانِ شریعت کورس	اردو	700
31	چندہ کرنے کے 19 فارمولے	اردو	160
32	ما فعل اللہ بک؟	اردو	288

33	تنظیمی نصاب وبیانات	اردو	528
34	امتِ محمدیہ کے سوالات اور ان کے قرنی جوابات	اردو	145
35	درود کی حکمتیں	اردو	98
36	شفیق المصباح شرح مراح الارواح	اردو	402
37	شفیقیہ شرح الاربعین النوویہ	اردو	190
38	شفیق النحو لحل خلاصۃ النحو اول	اردو	200
39	شفیق النحو لحل خلاصۃ النحو دوم	اردو	200
40	القول الاظہر شرح الفقہ الاکبر	اردو	192
41	شارق الفلاح شرح نور الایضاح	اردو	717
42	خلیلیہ شرح مناظرہ رشیدیہ	اردو	300
43	کلام الوقایہ (اردو شرح) شرح الوقایہ جلد اول	اردو	372
44	کلام الوقایہ (اردو شرح) شرح الوقایہ جلد دوم	اردو	390
45	صرف کے دلچسپ سوالات	اردو	375
46	ختمِ قرآن کی فضیلت اور مسائل	اردو	32
47	گلشنِ وظائف	اردو	64
48	آگرہ کے 283 اولیائے کرام کی سیرت	اردو	592
49	فتحپور سیکری کی تاریخ	اردو	208
50	شیخ سلیم چشتی کی سیرت	اردو	64

51	آگرہ کی تاریخ	اردو	400
52	آگرہ کے مقدس مقامات	اردو	160
53	ہندوستان کو مسلم بادشاہوں کے تحفے	اردو	208
54	افتخارِ نقیہ المعروف فرزندانِ آگرہ	اردو	300
55	تذکرِ وصال المعروف اولیاء کا وصال در مہینہ وسال	اردو	514
56	کامیاب کاروبار کرنے کے 63 فارمولے	اردو	200
57	حرفوں کے راز	اردو	160
58	حجِ افراد کرنے کا آسان طریقہ	اردو	164
59	حجِ تمتع کرنے کا آسان طریقہ	اردو	164
60	حجِ قران کرنے کا آسان طریقہ	اردو	164
61	عمرہ کرنے کا آسان طریقہ	اردو	125
62	اہلِ بیت کی پیاری سیرت	اردو	400
63	تسلیم التوقیت	اردو	200
64	انوارِ فلکیات	اردو	200
65	فیضانِ تقویم	اردو	200
66	صحابہ کرام رضی اللہ عنہ کی عظمت	اردو	43
67	صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ کی سیرت	اردو	57
68	فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کی سیرت	اردو	60

69	عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ کی سیرت	اردو	60
70	مولی علی رضی اللہ عنہ کی سیرت	اردو	69
71	فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا کی سیرت	اردو	73
72	امامِ حسن رضی اللہ عنہ کی سیرت	اردو	50
73	امامِ حسین رضی اللہ عنہ کی سیرت	اردو	60
74	آسان اسلامی عقائد	اردو	163
75	عقائد اور دلائل	اردو	140
76	بدعت اور تقلید	اردو	48
77	تہتر فرقوں کا تعارف	اردو	37
78	انوارِ طہارت	اردو	76
79	تحفۂ نماز	اردو	272
80	میت سے تدفین تک	اردو	60
81	روزے کے احکام و مسائل	اردو	40
82	نورِ زکوۃ	اردو	40
83	دستورِ نکاح اور طلاق	اردو	92
84	قسم اور سزاؤں کا بیان	اردو	45
85	63 انوکھی معلومات	اردو	126
86	63 انوکھے سوالات	اردو	72

87	63 انوکھے چٹکلے	اردو	48
88	63 انوکھی پہیلیاں	اردو	42
89	63 انوکھی حکمتیں	اردو	117
90	63 انوکھی حکایات	اردو	158

مصنف کی ہندی کتابیں

ش	کتاب کا نام	زبان	صفحات
1	دینِ اسلام کی خوبیاں	ہندی	80
2	اسرار الایمان فی حقائق الارکان	ہندی	423
3	میری سنت میری امت	ہندی	231
4	کیا حال ہے؟	ہندی	220
5	موت کے وقت	ہندی	282
6	عقائد کی حکمتیں	ہندی	153
7	پانچ نمازوں کی حکمت	ہندی	152
8	سب سے پہلے سب سے آخر	ہندی	276
9	قصور کس کا؟	ہندی	64
10	آسان حنفی نماز	ہندی	96
11	آسان فرض علوم	ہندی	696

12	مختصر اسلامی ہسٹری	ہندی	720
13	اعلی حضرت کا چرچا رہے گا	ہندی	32
14	عیدِ میلاد النبی ﷺ کیوں اور کیسے ؟	ہندی	165
15	محمد اور احمد کے راز	ہندی	128
16	مدینہ جانا کیوں ضروری ہے ؟	ہندی	276
17	چاند کی گواہی	ہندی	64
18	قربانی کی ہسٹری اور حکمتیں	ہندی	112
19	آنکھوں کا تارا نامِ محمد ﷺ	ہندی	160
20	شعبان اور شبِ براءت	ہندی	50
21	آگرہ کے 283 اولیائے کرام کی سیرت	ہندی	640
22	فتحپور سیکری کی ہسٹری	ہندی	208
23	آگرہ کی ہسٹری	ہندی	400
24	ہندوستان کو مسلم بادشاہوں کے تحفے	ہندی	208
25	سرتاجِ آگرہ اور 29 اولیائے کرام کی سیرت	ہندی	64
26	تاج گنج کے 12 اولیائے کرام کی سیرت	ہندی	48
27	لوہامنڈی کے 12 اولیائے کرام کی سیرت	ہندی	48
28	ہینگ کی منڈی ونائی کی منڈی کے 17 اولیائے کرام کی سیرت	ہندی	64
29	سکندرہ اور اطراف کے 14 اولیائے کرام کی سیرت	ہندی	32

30	سرائے خواجہ اور اطراف کے 6 اولیائے کرام کی سیرت	ہندی	32
31	شاہ گنج اور اطراف کے 13 اولیائے کرام کی سیرت	ہندی	32
32	بیلن گنج اور اطراف کے 29 اولیائے کرام کی سیرت	ہندی	64
33	نئی بستی اور دیوان خانہ کے 8 اولیائے کرام کی سیرت	ہندی	48
34	قبرستان پیر گیلانی کے 5 اولیائے کرام کی سیرت	ہندی	32
35	قبرستان پنچ کوئیاں کے 8 اولیائے کرام کی سیرت	ہندی	32
36	آگرہ کے غوث اور 8 اولیائے کرام کی سیرت	ہندی	32
37	جمنا پار آگرہ کے 12 اولیائے کرام کی سیرت	ہندی	32
38	مرزا خاندان کے 4 اولیائے کرام کی سیرت	ہندی	32
39	آگرہ کے مقدس مقامات	ہندی	160
40	شیخ سلیم چشتی کی سیرت	ہندی	64
41	کامیاب کاروبار کرنے کے 63 فارمولے	ہندی	200
42	اہلِ بیت کی پیاری سیرت	ہندی	400
43	گلشنِ وظائف	ہندی	64
44	حجِ افراد کرنے کا آسان طریقہ	ہندی	164
45	حجِ تمتع کرنے کا آسان طریقہ	ہندی	164
46	حجِ قران کرنے کا آسان طریقہ	ہندی	164
47	عمرہ کرنے کا آسان طریقہ	ہندی	125

شانِ آگرہ حضرت مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

کی کل تصنیفات 137 ہو چکی ہیں الحمد للہ علی احسانہ

کتابوں کی PDF ڈاون لوڈ کرنے کے لیے اس QR Code کو Scan کیجیئے